عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT

قیمت ۱۰ روپے

جلد: ۳۲ | ۱۳ تا ۲۰ رشعبان ۱۴۳۴ھ مطابق ۲۳ تا ۳۰ رجون ۲۰۱۳ء | شمارہ: ۲۴

دینی مدارس کی اہمیت وافادیت

وزیر اعظم کی خدمت میں چند معروضات

عمرہ کوٹہ سسٹم و دیگر مسائل

ذخیرہ اندوزی ایک لعنت

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.com.pk
Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

میت کے ایصالِ ثواب کے لئے قرآن خوانی

محمد عبداللہ، کراچی

س:...... ہماری ہمشیرہ محترمہ اسلام آباد میں وفات پاگئی ہیں، اب ایک سال بعد ہمارے بہنوئی نے قرآن خوانی رکھی تھی جو کہ ایک بھائی کے کہنے پر کہ یہ بدعت ہے، انہوں نے قرآن خوانی کینسل کردی تھی، ہم سب بھائی گوجرانوالہ میں رہتے ہیں، ہم نے اسی تاریخ کو گوجرانوالہ میں دوسری ہمشیرہ کے گھر قرآن خوانی کی ہے اور اس کے بعد (ختم کے بغیر) ایک بھائی نے ہمشیرہ کے ایصال ثواب کے لئے دعا کرائی اور کھانا کھاکر سب اپنے گھر میں واپس چلے گئے، کیا ہم سب بہن، بھائی اسلام آباد جاکر ہر سال کسی دن قرآن خوانی کرسکتے ہیں؟

ج:...... میت کے ایصال ثواب کے لئے قرآن خوانی تو بلاشبہ درست ہے، لیکن اس میں چند امور کا لحاظ رکھنا ضروری ہے:

۱:... یہ کہ جو لوگ بھی قرآن خوانی میں شریک ہوں، ان کا مطمح نظر محض رضائے الٰہی ہو، اہل میت کی شرم اور دکھاوے کی وجہ سے مجبور نہ ہوں اور شریک نہ ہونے والوں پر کوئی نکیر نہ کی جائے بلکہ انفرادی تلاوت کو اجتماعی قرآنی خوانی پر ترجیح دی جائے کہ اس میں اخلاص زیادہ ہے۔

۲:... یہ کہ قرآن کریم کی تلاوت صحیح کی جائے، غلط سلط نہ پڑھا جائے، ورنہ اس حدیث کا مصداق ہوگا کہ ”بہت سے قرآن پڑھنے والے ایسے ہیں کہ قرآن ان پر لعنت کرتا ہے۔“

۳:... یہ کہ قرآنی خوانی کسی معاوضہ پر نہ ہو، ورنہ قرآن پڑھنے والوں ہی کو ثواب نہیں ہوگا، میت کو کیا ثواب پہنچائیں گے؟

لہٰذا صورت مسؤلہ میں مذکورہ شرائط کو مدنظر رکھ کر کسی خاص دن کو متعین کئے بغیر آپ لوگ قرآن خوانی کرسکتے ہیں۔ فقط واللہ اعلم۔

مغرب اور ظہر کی نماز کے اوقات

ابوحسن جالندھری، کراچی

س:...... مغرب کی نماز اور ظہر کی نماز کا وقت کب تک رہتا ہے؟ بعض لوگ اگر جماعت نکل جائے یا کسی کام میں مصروف ہوں دیر ہوجائے تو نماز نہیں پڑھتے کہ اب دیر ہوگئی ہے، نماز کا وقت نہیں رہا؟

ج:...... نماز کے اوقات دیکھنے کے لئے دائمی نقشہ اوقات کیلنڈر دیکھ لیا جائے، اس میں پانچوں نمازوں کے اوقات متعین کرکے لکھے ہوئے ہیں، ہر موسم کے لحاظ سے اس کے مطابق اگر نماز کا وقت موجود ہو تو نماز پڑھ لی جائے۔

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

دوسروں کا مال ان کی طرف سے صدقہ کرنا

س:...... میری دکان سے ایک صاحب سامان لے کر گئے اور غلطی سے میں نے بل میں رقم زیادہ لکھ دی، ان صاحب نے بھی زیادہ غور نہیں کیا، رقم ادا کرنے کے بعد چلے گئے اب ان صاحب کے پانچ سو روپے میرے پاس موجود ہیں، تو میں ان کا کیا کروں؟ کیا میں ان کو تعمیر مسجد میں لگاسکتا ہوں؟ اسی طرح بعض لوگ اپنا سامان بھول کر چلے جاتے ہیں اور پھر لینے نہیں آتے اس کا کیا کیا جائے؟

ج:...... رقم یا سامان ان لوگوں کی طرف سے کسی مستحق کو دے دیں اور نیت یہ رکھیں کہ اگر وہ آئے اور مطالبہ کیا تو ادا کردوں گا اور یہ صدقہ میری طرف سے ہوجائے گا اور اگر نہیں آئے تو یہ ان کی طرف سے صدقہ ہوجائے گا۔

کم از کم حق مہر

طاہر نقاش، اورنگی ٹاؤن، کراچی

س:...... موجودہ دور میں شریعت محمدی کے مطابق کتنا حق مہر بنتا ہے؟

ج:...... حق مہر کی کم از کم تعداد دو تولے ساڑھے سات ماشے چاندی ہے، اس سے کم حق مہر رکھنا جائز نہیں ہے۔

ہفت روزہ ختمِ نبوت

جلد:۳۲ ۱۳تا۲۰رشعبان۱۴۳۴ھ مطابق ۲۳تا۳۰رجون۲۰۱۳ء شمارہ:۲۴

مجلسِ ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد

علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مولانا قاضی احسان احمد

سرپرست

حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

مدیرِ اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیرِ اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین وآرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

وزیرِاعظم کی خدمت میں چند معروضات	۵	محمد اعجاز مصطفیٰ
میرے شیخؒ کے آخری لمحات	۹	مولانا جلیل احمد اخون
دینی مدارس کی افادیت واہمیت	۱۱	شمس الحق ندوی
عمرہ کا کوٹہ سسٹم ودیگر مسائل	۱۳	حافظ محمد عشارب غزالی
حقیقتِ توحید	۱۵	مولانا بلال عبدالحی حسنی ندوی
بسم اللہ کے فضائل	۱۷	حافظ محمد اسحاق ملتانی
سالانہ ختم نبوت کورس	۱۹	مولانا اللہ وسایا
ذخیرہ اندوزی....ایک لعنت	۲۰	مولانا قاسم عبداللہ
دورِ حاضر کے فتنے	۲۳	مولانا سعید احمد جلال پوری
نماز کی اہمیت	۲۶	چوہدری افضل حق

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زر تعاون بیرون ملک

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا:۹۵ڈالر، یورپ، افریقہ:۷۵ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک:۶۵ڈالر

زر تعاون اندرون ملک

فی شمارہ ۱۰روپے، ششماہی:۲۲۵روپے، سالانہ:۴۵۰روپے

چیک-ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت، اکاؤنٹ نمبر 8-363اور اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ (کوڈ:0159) کراچی پاکستان ارسال کریں۔

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون:۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس:۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون:۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سید شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

درسِ حدیث

جنت کے مناظر

جنت کے درختوں کی شان

"حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جنت میں ایک درخت ایسا ہوگا کہ سوار اس کے سائے میں سو سال تک چلتا رہے گا، تب بھی اس کو قطع نہیں کرے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: قرآن کریم میں جس "لمبے سائے" کا ذکر ہے وہ یہی ہے۔" (ترمذی، ج:۲، ص:۷۵)

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: بے شک جنت میں ایک ایسا درخت ہے کہ (تیز رفتار گھڑ) سوار اس کے سائے میں سو سال تک چلتا رہے گا (تب بھی اسے ختم نہیں کرسکے گا)۔" (ترمذی، ج:۲، ص:۷۵)

ان اَحادیثِ طیبہ کے بارے میں چند اُمور لائقِ توجہ ہیں:

اوّل:... ان احادیث میں قرآن کریم کی آیت: "وَظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ" کا حوالہ دیا گیا ہے، اس کی تشریح یہ ہے کہ سورۂ واقعہ میں حق تعالیٰ شانہٗ نے ذکر فرمایا ہے کہ قیامت کے دن انسانوں کی تین قسمیں ہوں گی، ("وَكُنْتُمْ اَزْوَاجًا ثَلٰثَةً" الواقعہ) ایک "السابقون" (جن کا لقب دُوسری جگہ "اَلْمُقَرَّبُوْنَ" رکھا ہے)، دُوسری جماعت "اصحاب الیمین" اور تیسری "اصحاب الشمال" اس کے بعد تینوں کے انجام اور اُخروی حالات کو الگ الگ ذکر فرمایا ہے، "اصحاب الیمین" کے بارے میں فرماتے ہیں:

"وَاَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ مَآ اَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ. فِيْ سِدْرٍ مَّخْضُوْدٍ. وَّطَلْحٍ مَّنْضُوْدٍ. وَّظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ. وَّمَآءٍ مَّسْكُوْبٍ. وَّفَاكِهَةٍ كَثِيْرَةٍ. لَّا مَقْطُوْعَةٍ وَّلَا مَمْنُوْعَةٍ. وَّفُرُشٍ مَّرْفُوْعَةٍ." (الواقعہ:۲۷-۳۴)

ترجمہ: "اور جو داہنے والے ہیں وہ داہنے والے کیسے اچھے ہیں، وہ ان باغوں میں ہوں گے جہاں بے خار بیریاں ہوں گی، اور تہ بہ تہ کیلے ہوں گے، اور لمبا لمبا سایہ ہوگا، اور چلتا ہوا پانی ہوگا، اور کثرت سے میوے ہوں گے جو نہ ختم ہوں گے اور نہ ان کی روک ٹوک ہوگی، اور اُونچے اُونچے فرش ہوں گے۔" (ترجمہ حضرت تھانویؒ)

دوم:... آیتِ کریمہ "وَظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ" میں جنت میں سائے کے ہونے کا ذکر ہے، اور بھی متعدد آیاتِ کریمہ میں جنت میں سائے کا ذکر ہے، اس پر کسی کو یہ اشکال ہوسکتا ہے کہ سایہ تو دُھوپ کے مقابلے میں ہوتا ہے، جنت میں دُھوپ ہی نہیں ہوگی جیسا کہ ارشاد ہے: "لَا يَرَوْنَ فِيْهَا شَمْسًا وَّلَا زَمْهَرِيْرًا" (الدہر:۱۳) تو وہاں سایہ کیسے ہوگا؟ جواب یہ ہے کہ جنت میں اگرچہ دُھوپ نہیں ہوگی تاہم جنت کی فضا میں نور ہی نور ہوگا، جو کیفیت کہ طلوعِ آفتاب سے چند منٹ پہلے ہوتی ہے، جنت میں کچھ اسی طرح کی کیفیت ہمیشہ رہا کرے گی، اسی کو سائے سے تعبیر فرمایا گیا ہے، یوں بھی سایہ ہمیشہ دُھوپ کے مقابلے میں نہیں ہوتا۔

حضرت حکیم الاُمت تھانوی رحمہ اللہ آیتِ کریمہ: "وَنُدْخِلُهُمْ ظِلًّا ظَلِيْلًا" (النساء:۵۷) کے ذیل میں فرماتے ہیں:

"یعنی دُنیا کے اشجار کا سا سایہ نہ ہوگا کہ خود سائے کے اندر بھی دُھوپ چھنتی ہے، وہ بالکل متصل ہوگا، اور یہ شبہ نہ کیا جاوے کہ وہاں آفتاب وغیرہ تو ہوگا نہیں، جیسے ارشاد فرمایا: "لَا يَرَوْنَ فِيْهَا شَمْسًا" پھر سایہ کے کیا معنی؟ کیونکہ سائے کے لئے مطلق کسی جسم نورانی کا ہونا کافی ہے، اور وہاں اس کا ہونا عجیب نہیں۔ رہا یہ شبہ کہ پھر جب گرمی نہیں تو سائے کا کیا فائدہ؟ یہ محض ضعیف ہے اس لئے کہ فائدے کا اس میں منحصر کرلینا خود بے دلیل ہے، ممکن ہے کہ کسی تیز نور کا لطیف بناتا ہو، جیسے ماہتاب پر ابرِ رقیق آجاتا ہے۔ یا خود اس سائے کی حقیقت نور ہی ہو جیسا کہ گوہرِ شب چراغ کا سایہ یا یوں کہا جاوے کہ نرا سایہ ہی ہو بلا ظلمت جیسے طلوعِ آفتاب سے ذرا پہلے حالت ہوتی ہے، ایک آیت میں اس کو مشہور تفسیر پر ظل سے تعبیر فرمایا ہے: "اَلَمْ تَرَ اِلٰى رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ" اور سائے کی معرفت دُھوپ پر موقوف ہونے سے خود سائے کے وجود کا توقف دُھوپ پر لازم نہیں آتا۔" (بیان القرآن، ج:۲، ص:۱۲۵)

اور شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ "وَظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ" کے ذیل میں لکھتے ہیں:

"یعنی نہ دُھوپ ہوگی نہ گرمی سردی لگے گی، نہ اندھیرا ہوگا، صبح کے بعد اور طلوعِ شمس سے پہلے جیسا درمیانی وقت ہوتا ہے ایسا معتدل سایہ سمجھو، اور لمبا پھیلا ہوا اتنا کہ بہترین تیز رفتار گھوڑا سو برس تک متواتر چلتا رہے تو ختم نہ ہو۔" (تفسیر عثمانی ص:۷۹۳)

سوم:... یہی اشکال اس حدیثِ پاک پر بھی ہوتا ہے کہ جنت میں دُھوپ ہی نہیں ہوگی تو درختوں کا سایہ کیسے ہوگا؟ جواب یہ ہے کہ یہاں دُنیا کا معروف سایہ مراد نہیں بلکہ راحت ونعمت مراد ہے، یا یہ مطلب ہے کہ اس درخت کا پھیلاؤ اس قدر وسیع ہوگا کہ تیز رفتار سوار اس کے نیچے ایک صدی تک چلتا رہے، تب بھی اس کے اطراف و حدود کو ختم نہیں کرسکے گا۔ حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

"ارشادِ نبوی: "اس کے سائے میں چلتا رہے گا" یعنی اس کی نعمت وراحت میں۔ عرب کہتے ہیں: "عیش ظلیل" (گھنی زندگی) یعنی راحت کی زندگی، اور بعض نے کہا کہ: اس کا مطلب یہ ہے کہ سوار اس درخت کے اطراف میں چلتا رہے گا، اس سے اس درخت کے لمبا ہونے کی طرف اشارہ فرمایا، جیسے عرب کہتے ہیں: "میں تیرے سائے میں ہوں" یعنی تیری جانب ہوں۔ قرطبیؒ کہتے ہیں کہ: اس تاویل کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ اہلِ دُنیا کے عرف میں سایہ اس چیز کو کہتے ہیں جو سورج کی تپش اور گرمی سے بچائے، حالانکہ جنت میں نہ سورج ہوگا نہ گرمی کی تکلیف ہوگی۔" (فتح الباری، ج:۶، ص:۳۲۶)

چہارم:... حدیث میں جس درخت کا ذکر ہے وہ جنت کا ایک خاص درخت ہے جسے "شجرۂ طوبیٰ" کہتے ہیں۔ مسند احمد (ج:۴، ص:۱۸۳)، تفسیر ابنِ کثیر (ج:۴، ص:۲۹۰) اور مجمع الزوائد (ج:۱۰، ص:۴۱۳) میں حضرت عتبہ بن عبد السلمی رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ ایک اعرابی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حوضِ کوثر اور جنت کا ذکر فرمایا تو اعرابی نے کہا: کیا وہاں میوے بھی ہوں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں! اور وہاں ایک درخت ہے جسے "طوبیٰ" کہا جاتا ہے۔ اعرابی نے کہا: وہ ہماری زمین کے کس درخت کے مشابہ ہے؟ فرمایا: وہ تیری زمین کے درختوں میں کسی کے مشابہ نہیں۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم کبھی ملکِ شام گئے ہو؟ کہا: جی نہیں! فرمایا: شام میں ایک درخت کو "جوزہ" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، یہ اس کے مشابہ ہے، اس کا تنا ایک ہوتا ہے اور اُوپر سے اس کی شاخیں پھیلی ہوئی ہیں۔ اعرابی نے کہا: اس کے خوشے کتنے بڑے ہوں گے؟ فرمایا: اتنی مسافت کے ہوں گے کہ ابلق (سیاہ وسفید) کوا متواتر ایک مہینے تک اُڑتا رہے۔ درمیان میں دَم نہ لے۔ اعرابی نے کہا: اس کی جڑیں کتنی بڑی ہیں؟ فرمایا: اگر تیرے گھر کے اُونٹوں میں کوئی جوان اُونٹ چلتا رہے تو اس کی جڑوں کا احاطہ نہیں کرسکے گا، یہاں تک کہ بوڑھا ہوکر اس کی گردن ٹوٹ جائے۔ اعرابی نے کہا: کیا وہاں انگور بھی ہوں گے؟ فرمایا: ہاں! کہا: اس کے دانے کتنے بڑے ہوں گے؟ فرمایا: کیا کبھی ایسا ہوا ہے کہ تیرے باپ نے اپنے ریوڑ میں سے کوئی بڑا بکرا ذبح کیا ہو اور اس کی کھال اُتار کر تیری ماں کے سپرد کی ہو کہ اس کو دباغت دے کر مویشیوں کے لئے پانی کھینچنے کا بڑا ڈول بنالو؟ اعرابی نے کہا: جی ہاں! ایسا ہوا ہے۔ فرمایا: وہاں انگور کے دانے اس بڑے ڈول کے برابر ہوں گے۔ کہا: پھر تو ایک دانہ مجھے اور میرے گھر والوں کو سیر کرسکے گا؟ فرمایا: ہاں! اور تیرے تمام قبیلے کو بھی۔

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جنت میں جو درخت بھی ہوگا اس کا تنا سونے کا ہوگا۔" (ترمذی، ج:۲، ص:۷۵)

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

وزیراعظم کی خدمت میں چند معروضات!

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

۱۱رمئی ۲۰۱۳ء کے انتخابات میں پاکستان مسلم لیگ (ن) قومی اسمبلی کی ۱۸۶ نشستیں لے کر پہلے نمبر پر رہی، پاکستان پیپلز پارٹی ۴۲، تحریک انصاف ۳۵، متحدہ قومی موومنٹ ۲۳، جمعیت علمائے اسلام (ف) ۱۴ اور جماعت اسلامی نے قومی اسمبلی میں صرف پانچ نشستیں حاصل کیں اور کچھ جماعتوں نے صرف ایک ایک نشست حاصل کی اور کئی ایک آزاد امیدوار بھی منتخب ہوئے، جو اَب اپنی اپنی پسند کی جماعتوں میں شمولیت اختیار کرچکے ہیں۔

صوبائی اسمبلیوں میں سے صوبہ پنجاب میں پاکستان مسلم لیگ (ن) کو واضح دوتہائی اکثریت حاصل ہوئی۔ صوبہ سندھ میں پاکستان پیپلز پارٹی پارلیمنٹیرین کو دوتہائی سے زیادہ نشستیں ملیں۔ صوبہ خیبر پختون خواہ میں تحریک انصاف بڑی جماعت بن کر اُبھری۔ صوبہ بلوچستان میں کسی جماعت کو واضح اکثریت نہ مل سکی۔

پاکستان کے آئین کے تحت ہونے والے ان انتخابات میں حصہ لینے کے لئے ہر جماعت اپنا اپنا منشور اور ترجیحات لے کر الیکشن کے میدان میں اتری اور عوام سے ووٹ حاصل کرنے کی سعی اور کوشش کی اور عوام نے بھی اپنی پسند کی پارٹی کو ووٹ دیے، جس کا نتیجہ سب کے سامنے ہے۔ لیکن سب سے مایوس کن کردار اور خراب کارکردگی ان جماعتوں کی رہی جو اپنے آپ کو دینی ومذہبی جماعتیں سمجھتی ہیں۔ اس لئے کہ جتنا محب وطن، دینی ومذہبی عوام کا ووٹ دینے والا اور ہمدرد طبقہ ہے، وہ ان جماعتوں کی باہم نااتفاقی، عدمِ اتحاد اور انتشار کی بناء پر نہ صرف یہ کہ غیر مطمئن اور پریشان رہا، بلکہ وہ یہ کہنے پر مجبور ہوگیا کہ یہ جماعتیں اور ان کے سربراہ جب اپنے اپنے مفادات کے حصار اور ذاتی اَنا کے خول سے ہی باہر نکلنے کے لئے تیار نہیں تو وہ دین ومذہب اور قوم وملک کی کیا خدمت کریں گے؟ اس لئے یہ طبقہ ان جماعتوں سے بہت ہی ناراض نظر آتا ہے اور اس کا نتیجہ بھی ان جماعتوں کے سامنے آچکا ہے کہ انہوں نے نہ صرف یہ کہ ان جماعتوں کو ووٹ نہیں دیے، بلکہ انہوں نے بطور احتجاج اپنا ووٹ ان جماعتوں کو دیا جو ان کے نزدیک قدرے بہتر پوزیشن میں تھیں۔ صرف جمعیت علمائے اسلام (ف) وہ واحد جماعت ہے، جس نے اپنی ساکھ اور کارکردگی کو نہ صرف یہ کہ باقی رکھا، بلکہ سب طرف سے مخالفت کے باوجود پہلے سے زیادہ قومی اسمبلی میں نشستیں حاصل کیں۔

افسوس تو اس بات کا ہے کہ بعض مذہبی جماعتوں کا اس الیکشن میں حصہ لینے کا مقصد ہی یہ تھا کہ وہ فلاں مذہبی اور سیاسی جماعت کے نمائندوں کو شکست سے دوچار کرسکیں۔ سادہ لفظوں میں یوں کہا جاسکتا ہے کہ وہ جماعتیں ان انتخابات میں اپنے عمل سے یہ ثابت کررہی تھیں کہ چاہے ہمیں کامیابی ملے یا نہ ملے،

لیکن ہماری مبغوض اور محسود جماعت کے نمائندے بھی کامیابی حاصل نہ کرسکیں۔ اسی کو حسد کہا جاتا ہے اور حسد کی شناعت اور قباحت کو کون نہیں جانتا۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

”إیاکم والحسد، فإن الحسد یأکل الحسنات کما تأکل النار الحطب.“ (ابوداؤد، مشکوٰۃ، ص:۴۲۸)

ترجمہ: ”اپنے آپ کو حسد سے بچاؤ، اس لئے کہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے، جس طرح کہ آگ سوکھی لکڑی کو کھا جاتی ہے۔“

اس لئے ان جماعتوں کے ذمہ داران، سربراہوں اور اگر ان کی کوئی شوریٰ ہے تو اس کے ارکان کو اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ واستغفار کرنا چاہئے اور اس کبیرہ گناہ سے صدقِ دل سے توبہ کرنا چاہئے اور عوام میں عملی طور پر یہ ثابت کرنا چاہئے کہ ہم بے غرض و بے لوث دین اسلام، ملک اور قوم کی خدمت پر یقین رکھتے ہیں اور اسی کے لئے ہماری یہ سیاسی جدوجہد ہے۔ نفس پرستی، مفاد پرستی، ذاتی اَنا اور حُبِّ جاہ وحُبِّ منصب یا دوسری سیاسی ومذہبی جماعتوں کو نا کام کرنا اور نیچا دکھانا ہمارا مقصد اور ہماری منزل نہیں، تو امید ہے کہ دینی طبقہ اور عوام کی ناراضی ان سے دور ہوجائے گی۔ اس لئے ہماری رائے ہے کہ ان جماعتوں کو ٹھنڈے دل ودماغ سے بیٹھ کر سوچنا چاہئے اور ماضی سے سبق سیکھ کر آئندہ کا لائحہ عمل وضع کرنا چاہئے۔

....

محترم جناب میاں محمد نواز شریف صاحب کو اللہ تعالیٰ نے تیسری بار پاکستان کے وزیر اعظم بننے کا اعزاز بخشا ہے، اس پر وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور جتنا بھی ہدیۂ شکر بجالائیں، وہ کم ہے، اس لئے کہ یہ عہدہ اور منصب جس طرح ایک اعزاز ہے، اس سے زیادہ یہ ایک اہم ذمہ داری بھی ہے۔ اب اُنہیں چاہئے کہ وہ پاکستانی عوام کے لئے بہترین حاکم اور وزیر اعظم بننے کی کوشش کریں۔ بہترین حاکم کیسے ہوتے ہیں؟ اس کے بارہ میں آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

”عن عوف بن مالک الاشجعی رضی اللہ عنہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: خیار أئمتکم الذین تحبونهم ویحبونکم وتصلون علیهم ویصلون علیکم وشرار أئمتکم الذین تبغضونهم ویبغضونکم وتلعنونهم ویلعنونکم.“ (مشکوٰۃ، ص:۳۱۹)

ترجمہ: ”حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارے اچھے حاکم وہ ہیں جن سے تم محبت کرو اور وہ تم سے محبت کریں، تم ان کے لئے دعائیں کرو اور وہ تمہارے لئے دعائیں کریں اور تمہارے برے حاکم وہ ہیں جن سے تم بغض رکھو اور وہ تم سے بغض رکھیں، تم ان پر لعنت بھیجو اور وہ تم پر لعنت بھیجیں۔“

یعنی مسلمانوں کا اچھا حاکم وہ ہے کہ اس کے اور رعایا کے درمیان اعتماد، یک جہتی اور الفت ومحبت کا رشتہ ہو۔ رعایا حاکم سے مخلص، اُس سے محبت اور اس کے لئے دعائیں کرتی ہو اور وہ رعایا سے مخلص، ان سے محبت اور ان کی فلاح وبہبود کے لئے محنت کے ساتھ ساتھ ان کے لئے خیر کی دعائیں کرتا ہو۔ اس کے برعکس برا حاکم وہ ہے جو رعایا کو بھیڑ بکری سمجھتا ہو اور رعایا اس سے نفرت کرتی ہو۔ وہ رعایا کو برا بھلا کہتا ہو اور رعایا اس پر لعنت بھیجتی ہو۔

جب سے الیکشن ہوئے تب سے اخبارات، جرائد اور رسائل میں اخبار نویس اور دانشور حضرات، اسی طرح الیکٹرانک میڈیا پر اینکر صاحبان اپنی اپنی سوچ اور اپنی اپنی فکری سطح کے مطابق آئندہ حکومت کے لئے کرنے کے کام اور ترجیحات کو سامنے لارہے ہیں، اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ راقم الحروف بھی نئی حکومت کے لئے چند تجاویز کا تحفہ پیش کرے:

۱:...... جناب میاں نواز شریف صاحب نے انتخابات کے موقع پر اپنے جس منشور کا اعلان کیا تھا اور قوم سے جو وعدے کیے تھے، وہ اپنی اولین فرصت میں ان کو عملی جامہ پہنانے کی سعی مشکور فرمائیں اور یہ سعی وعملی کام عوام کو ہوتا ہوا نظر بھی آئے۔

۲:...... پاکستان بالعموم اور کراچی بالخصوص ایک عرصہ سے دہشت گردی کی لپیٹ میں رہا ہے اور مذہبی طبقے کو خاص طور پر مشرف دور سے آج تک چن چن کر اور ٹارگٹ کر کے شہید کیا جا رہا ہے۔ بڑے بڑے علماء کرام کو نشانہ بنایا گیا، معصوم طلبہ کو شہید کیا گیا اور ان کے علاوہ گزشتہ دور حکومت میں عوام، خواص، شہری، دیہاتی، بڑے، چھوٹے، مرد، عورتیں، عالم، جاہل، آجر، اجیر، تاجر، دکان دار، وکلاء، ججز، سیاستدان، صحافی، پولیس اور قانون نافذ کرنے والے اداروں سے وابستہ افراد اور مذہبی راہنما سب ہی تکلیف دہ کیفیت اور پریشان کن حالات سے دوچار رہے ہیں۔

گزشتہ حکومت کے پانچ سالہ دور میں صرف کراچی شہر میں سات ہزار سے زائد بے گناہ انسانوں کو موت کے گھاٹ اتارا گیا، اس لئے ہر ایک نے گزشتہ حکمرانوں کے ظلم وستم، قتل وغارت اور لوٹ مار سے تنگ آ کر ان کے دور استبداد سے جان چھڑانے کی دعائیں کیں اور اللہ اللہ کرکے قوم کے سروں سے یہ عذاب ٹلا ہے۔ اب اگر آنے والی حکومت ان مجبور، مقہور اور مظلوم لوگوں کی اشک شوئی نہیں کرے گی اور ان کی تکلیفوں کا مداوا اور ان کے زخموں پر مرہم نہیں رکھے گی تو پھر ان مظلوموں کی دادرسی کون کرے گا؟ اس لئے ہماری عرض ہے کہ سب سے اولین ترجیح ملکی امن وامان کو قائم کرنے کو دی جائے اور خصوصاً کراچی کا امن بحال کرنے پر اپنی بھرپور توجہ مرکوز کی جائے۔

۳:...... گزشتہ حکومت نے خود غرضی، لوٹ کھسوٹ اور قومی خزانہ کو نقصان پہنچانے میں اپنے تمام سابقہ ریکارڈ توڑ دیئے۔ وزیر اعظم سے لے کر ان کے بیٹوں تک، وزیر سے لے کر ایک ادنیٰ افسر تک، ہر ایک نے اپنے اپنے حصے وصول کیے۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ آج ملک میں نہ بجلی ہے اور نہ گیس۔ اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ لوٹی گئی قومی دولت ان سے واپس لی جائے اور اس کا طریقہ کار اس طرح صاف اور شفاف بنایا جائے کہ کسی کو ذاتی انتقام کا شائبہ تک محسوس نہ ہو۔

۴:...... پرویز مشرف کی روشن خیالی اور سابقہ حکومت کی لادین عناصر کی سرپرستی نے پاکستان میں اسلام کو ایک اجنبی اور اچنبھا بنا دیا۔ جب کہا جاتا ہے کہ پاکستان اسلام کے نام پر وجود میں آیا تو بہت سوں کے چہرے اتر جاتے ہیں اور وہ جھنجھلاہٹ کا شکار ہو کر اس نظریہ کو غلط ثابت کرنے کے لئے دور کی کوڑیاں لانے میں مصروف عمل ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ یہ روز روشن کی طرح حق اور سچ ہے کہ ”پاکستان کا مطلب کیا؟ لا إلٰہ إلا اللّٰہ“ تحریک پاکستان میں بچے بچے کی زبان پر تھا اور قائد اعظم محمد علی جناح اپنی ہر تقریر میں اسی نظریہ کا اعادہ کیا کرتے تھے۔ اس لئے پاکستان کی اکثریت آج بھی اسلامی نظام کی حامی ہے اور پاکستان میں اسلام کا نفاذ چاہتی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ایک تاریخی فقرہ ہے، آپؓ نے فرمایا تھا: ”نحن قوم أعزنا اللّٰہ بالإسلام“...... ”ہم لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے اسلام کے ساتھ عزت بخشی ہے۔“ وزیر اعظم صاحب! ہماری تمام تر عزت کا مدار دین اسلام پر ہے، دنیا وآخرت کی کامیابی وسرخروئی احکامِ اسلام پر پابندی میں ہے اور دنیا وآخرت کی ذلت ورسوائی احکامِ اسلام کو پس پشت ڈالنے میں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان انتخابات میں یہ قوت بخشی ہے کہ آپ مسلم لیگ کا کیا گیا پرانا وعدہ پورا کریں۔

۵:...... اسلامی نظریاتی کونسل کا ادارہ اس لئے وجود میں لایا گیا تھا کہ تمام مسالک کے علماء کرام اس پلیٹ فارم پر شرعی نظام کے نفاذ کی جو سفارشات مرتب اور پاس کر کے قومی اسمبلی کو بھیجیں گے، ان کو قانونی شکل دے کر ملک میں ان کا نفاذ کیا جائے گا۔ لیکن تا حال جو سفارشات بھی اسلامی نظریاتی کونسل کی طرف سے قومی اسمبلی کو بھیجی گئیں، ان کو طاقِ نسیان کی نذر کیا گیا اور آج تک کسی ایک سفارش کو بھی بروئے کار نہیں لایا گیا، لہٰذا آپ ان سفارشات کی گرد جھاڑ

کران کو قومی اسمبلی میں پیش کر کے ان پر قانون سازی کریں، تاکہ اس ادارہ کی افادیت قوم کے سامنے آسکے۔

۶:...... جناب وزیراعظم صاحب! آپ نے گزشتہ دور میں اعلان فرمایا تھا کہ آپ سودی کھاتوں کو ختم کر کے اسلام کا معاشی نظام نافذ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اس لئے ہم آپ کو یہ وعدہ یاد دلاتے ہیں کہ تمام سودی کھاتوں کو ختم کر کے ان کی جگہ نفع اور نقصان کی بنیاد پر مبنی صاف ستھرا غیر سودی نظام جاری فرمائیں، تاکہ پاکستان کی قوم سود کی لعنت سے بچ سکے۔

۷:...... وزیراعظم صاحب! ملک پاکستان کے لاکھوں نوجوان بے روزگار ہیں، انہوں نے اپنی پڑھائی پر ایک مدت لگائی اور اس پر اُن کا کافی سرمایہ بھی خرچ ہوا، لیکن اس کے باوجود نہ اُنہیں اپنے ملک میں روزگار ملا اور نہ ہی انہیں وہ مقام اور عزت ملی جس کے حصول کے لئے انہوں نے طویل عرصہ تک محنت اور جدوجہد کی، ان کے سامنے اب سوائے لڑنے مرنے اور دنگا وفساد کے کوئی مشغلہ نہیں رہا اور غلط قسم کے لوگوں کو بھی ایسے نوجوانوں کو سبز باغ دکھا کر اپنے جال میں پھانسنے کا موقع ملا۔ ہر ایک کو معلوم ہے کہ جب ایک دفعہ یہ نوجوان ان کے جال میں پھنس جاتے ہیں تو پھر ان کے لئے اس سے نکلنا بہت مشکل ہو جاتا ہے۔ لہٰذا حسنِ تدبیر اور حسنِ انتظام کے ساتھ قوم کے ان بے روزگار نوجوانوں کے لئے کوئی ذریعۂ معاش کی اسکیمیں بنائیں، تاکہ قوم کا یہ عظیم ترین سرمایہ ضائع ہونے سے بچ جائے اور ان کی صلاحیتیں بھی منفی راستے پر خرچ ہونے سے محفوظ ہو جائیں۔

۸:...... اور آخر میں ایک درخواست کریں گے کہ بیرونی دنیا کے طلبہ دنیوی اور عصری علوم وفنون سیکھنے اور پڑھنے کے لئے پاکستان آنا چاہیں تو انہیں اجازت ہے اور ان کو پاکستانی سفارت خانوں سے ویزا بھی بآسانی مل جاتا ہے، لیکن کوئی بیرونی طالب علم، علم دین پڑھنے کے لئے پاکستان کے دینی مدارس میں آنا چاہے تو اس پر پابندی ہے اور ہمارے سفارت خانے اُسے پاکستان کا ویزا جاری نہیں کرتے۔ یہ پالیسی پرویز مشرف کے دور میں بنائی گئی اور ابھی تک یہی پالیسی جاری ہے۔ لہٰذا اس تفریق کو آپ ختم فرمائیں اور بیرونی دنیا کے تمام طلبہ کے لئے یکساں پالیسی اپنائیں۔ جب عصری اور فنی تعلیم کے خواہش مند افراد کو ویزے جاری کیے جاتے ہیں تو دینی تعلیم کے حصول کے خواہش مند اشخاص کے لئے بھی پاکستان کے ویزے جاری فرمائیں۔

جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے رئیس اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر مرکزیہ حضرت ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر دامت برکاتہم بانیٔ جامعہ محدث العصر حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوری نور اللہ مرقدہٗ کے حوالے سے اپنے بیانات میں فرماتے ہیں کہ حضرت بنوریؒ فرمایا کرتے تھے کہ:

...پاکستان میں دو طبقے ایسے ہیں جو پاکستان کے مفت کے سفیر ہیں: ایک طبقہ تبلیغی جماعت ہے جو اپنے ذاتی خرچے اور ذاتی وسائل کے ذریعے بیرونی دنیا میں جاکر اللہ تعالیٰ کا دین وہاں کے لوگوں تک پہنچاتا ہے اور وہ لوگ اس سے خوش ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ پاکستان کتنا اچھا ملک ہے جو اپنے لوگوں کے ذریعے ہم تک اللہ تعالیٰ کا دین پہنچاتا ہے اور دوسرا طبقہ ان طلبہ اور علماء کا ہے جو بیرونی ممالک سے آکر پاکستان کے دینی مدارس میں رہ کر علم دین حاصل کرتا اور پڑھتا ہے، یہاں سے دین پڑھنے اور سیکھنے کے بعد جب اپنے اپنے ملک میں دین کی خدمت کرتا ہے تو وہاں کے لوگ پاکستان کی تعریف کرتے ہیں اور اس پر خوش ہوتے ہیں کہ پاکستان نے ہمارے لوگوں کو عالم وفاضل بنا کر ہم میں بھیجا... اس لئے پاکستان کے دینی مدارس میں پڑھنے کی خواہش رکھنے والے بیرونی دنیا کے ان طالب علموں، پاکستان کا وقار ومقام بلند کرنے والوں اور پاکستان کی نیک نامی کا باعث بننے والے ان دینی طالب علموں کے لئے ویزوں کا اجراء کیا جائے۔ وزیراعظم صاحب! ان شاء اللہ! اس سے جہاں پاکستان کی عزت ووقار اور نیک نامی میں اضافہ ہوگا، وہاں آپ کو اسلام کی اشاعت کا بھی اجر ملے گا۔

بہر حال ہم جناب میاں محمد نواز شریف صاحب کو وزیراعظم بننے پر مبارکباد پیش کرتے ہیں اور ان سے توقع وامید رکھتے ہیں کہ وہ ان معروضات پر غور وفکر فرمائیں گے اور انہیں عملی جامہ پہنانے کی ضرور کوشش کریں گے۔

وصلی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ أجمعین

میرے شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے آخری لمحات!

مولانا جلیل احمد اخون

۲۳؍رجب المرجب ۱۴۳۴ھ مطابق ۲؍جون ۲۰۱۳ء بروز اتوار بعد نماز مغرب شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس دنیائے فانی سے کوچ فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ہر عاشق حق کی یہ تمنا رہی ہے کہ اس کی وفات اس دن ہو جس دن عاشق اعظم اور محبوب اعظم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی، چنانچہ سب سے پہلے یہ تمنا یار غار و مزار قدوۃ الصدیقین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کی تھی، جس پر امام بخاری رحمہ اللہ نے ''باب موت یوم الاثنین'' (صفحہ ۱۸۶ بخاری جلد اول) قائم کیا ہے یعنی پیر کے دن مرنے کی تمنا کرنا مستحب ہے اور اس باب کے تحت امام بخاریؒ نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی تمنا ذکر فرمائی ہے، چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ کی یہ تمنا پوری ہوئی اور آپ کا انتقال پیر کے دن ہوا۔

۱۹۹۷ء میں میرے مربی و شیخ عارف باللہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر ؒ بہاول نگر تشریف لائے تو جامع مسجد نادر شاہ بازار میں فجر کے بعد بیان میں یہ بات ارشاد فرمائی کہ مولانا جلیل احمد کے والد مرحوم مولانا نیاز محمد ختنیؒ کے بارے میں پتا چلا ہے کہ وہ پیر کے دن مرنے کی تمنا رکھتے تھے اور اللہ تعالیٰ نے ان کی تمنا پوری فرمادی۔ میں بھی یہ تمنا کرتا ہوں کہ میری موت بھی پیر کے دن ہو، اسی دن یہ یقین ہو چلا تھا کہ اللہ تعالیٰ اپنے اس پیارے بندے کی مراد کو پورا فرمائیں گے۔

میرے مربی و شیخ اگرچہ ۲۰۰۰ء سے بستر علالت پر تھے اور اس حالت میں بھی آپ کا فیضان ہر طرح سے جاری وساری تھا لیکن کچھ عرصہ سے بیماری شدت اختیار کرتی جارہی تھی ہر پیر کے دن دل ڈرتا رہتا کہ کوئی غمناک واقعہ پیش نہ آجائے۔

بندہ چونکہ کراچی سے دور بہاولنگر کا رہائشی ہے اس دوری کی وجہ سے ہمیشہ احساس محرومی رہتا تھا لیکن ان دنوں میں ہر وقت دل پر یہ غم چھایا رہتا کہ اس دوری میں حضرت شیخ کو کچھ ہو گیا یہ کسک بھی بھی دل سے نہ جائے گی۔

ہر عاشق حق کی یہ تمنا رہی ہے کہ اس کی وفات اس دن ہو جس دن عاشق اعظم اور محبوب اعظم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی

۲۹؍مئی کو بیماری کی شدت کی اطلاع ملی تو رخت سفر باندھا اور جمعرات ۳۰؍مئی کو کراچی حاضر ہو گیا اگرچہ حضرت پر بار بار بیماری کا حملہ ہو رہا تھا لیکن جوں جوں پیر کا دن قریب آتا جارہا تھا کہ اندیشے بڑھتے جارہے تھے، اس سے پہلے بھی حضرت شیخ اپنے صاحبزادے مولانا حکیم محمد مظہر میاں صاحب دامت برکاتہم سے کئی بار پوچھ چکے تھے: آج کون سا دن ہے؟ (یہ حضرتؒ کا خاص انداز تھا) تو مولانا فرماتے بدھ ہے یا جمعہ ہے جو بھی دن ہوتا تو آپ نفی میں سر ہلادیتے۔

بندہ اتوار کی صبح حضرت شیخ کی زیارت کر کے رہائش گاہ پر بغرض آرام آیا تو عصر کے بعد اطلاع ملی کہ حضرت کی حالت نازک ہوتی جارہی ہے فوراً خانقاہ حاضر ہوا، خانقاہ میں ایک بہت بڑا مجمع ذکر و دعا میں مشغول تھا اور سب کے چہروں پر غم کی پرچھائیں صاف نظر آرہی تھیں، خاموش آنسو بہہ رہے تھے، ایک دفعہ تو بندہ کو سمجھ میں نہ آیا کہ کیا کریں؟ پھر خانقاہ کے اندر سے بلاوا آیا بندہ اندر حاضر ہوا اندر سب دل گرفتہ اور پریشان تھے، حضرت کو آکسیجن دی جارہی تھی، ڈاکٹر صاحبان اپنی پوری کوشش میں لگے ہوئے تھے، بندہ نے حضرت کے سر کو دبانا اور سہلانا شروع کر دیا۔ حضرت مولانا محمد مظہر میاں صاحب دامت برکاتہم اور ان کے صاحبزادگان مولانا ابراہیم میاں صاحب، مولانا اسماعیل صاحب، مولانا اسحاق صاحب آکسیجن تھیلی کے ذریعے حضرت کو سانس لینے میں مدد دے رہے تھے اور ان حضرات کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے اور سب لوگ گھٹی گھٹی آواز سے رو رہے تھے، بندہ نے گھڑی پر نظر کی تو پیر کے داخل ہونے میں بیس منٹ باقی تھے دل کو کسی چیز نے پکڑ لیا، حضرت کی کھلی آنکھیں بھی گھڑی کی طرف تھیں اور دل نے کہا کہ حضرت پیر ہی کا انتظار کر رہے ہیں، حضرت کی آنکھوں سے ایک دو آنسو آپ کے گال پر لڑھک گئے جو بندہ نے ہاتھ سے پونچھ کر اپنے چہرے پر مل لئے اور شدت جذبات سے حضرت کی پیشانی پر بوسہ دیا۔ سات بج کر بیس منٹ پر جب

مغرب کی اذان ہوئی تو بندہ نے حضرت کے چند خدام کے ساتھ خانقاہ کے اندر ہی حضرت کے پاس باجماعت نماز پڑھ لی اور باقی حضرات مسجد چلے گئے نماز پڑھ کر پھر دوبارہ بندہ حضرت کے سر کو دبانے اور سہلانے لگا تو سکرات کے آثار شروع ہوگئے اور سانسوں میں وقفہ ہونے لگا، حضرت کی پیشانی مبارک جو دبانے اور سہلانے سے خون کے اثر کی وجہ سے سرخ ہورہی تھی، اچانک نورانی ہونا شروع ہوگئی اور دیکھتے ہی دیکھتے زرد نورانی رنگ پھیل گیا:

عاشقاں زرد رو کی چشم نم میں صبح دم
ان کے جلووں کا یہ رنگ ارغوانی دیکھئے
(حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر)

اتنے میں حضرت کے صاحبزادے حضرت مولانا مظہر میاں صاحب دامت برکاتہم مسجد سے مغرب کی نماز پڑھ کر واپس تشریف لے آئے تو حضرت آخری سانسوں پر تھے اور چند منٹ بعد پورے عالم اسلام کو یتیم چھوڑ کر عالم بالا کی طرف رحلت فرماگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

اور زرد نور پورے چہرے پر پھیل گیا اور ایک خاص اطمینان وسکون چہرے پر ہویدا ہوا جیسے تھکا ہارا مسافر اپنی منزل پر پہنچ گیا ہو، میں نے گھڑی پر نظر کی تو ۷ بجکر ۴۲ منٹ تھے اور پیر کو داخل ہوئے ۲۲ یا ۲۳ منٹ تھے اور پیر کو داخل ہوئے ۲۲ یا ۲۳ منٹ ہوچکے تھے اور خانقاہ کے اندر اور باہر آہ و بکا اور سسکیوں کی آوازیں گونج رہی تھیں اور لوگ ایک دوسرے سے لپٹ کر رو رہے تھے، مجھے مولانا جلال الدین رومی کا یہ شعر یاد آرہا تھا:

تو چناں خواہد خدا خواہد چنیں
می دہد یزداں مراد متقیں

تو جو چاہے گا وہی اللہ تعالیٰ چاہیں گے، اللہ تعالیٰ اپنے متقین بندوں کی مراد پوری فرماتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے بھی میرے شیخ کی مراد کو پورا فرمایا اور پیر کے دن موت عطا فرمائی۔

بندہ عرض کرتا ہے کہ جمعہ کے دن کی موت خائفین کے لئے ہے اور پیر کے دن کی موت عاشقین کے لئے ہیں۔

حضرت شیخ کو غسل دینے کی تیاری شروع ہوگئی اور اس بات کا اہتمام کیا گیا کہ ہر چھوٹے سے چھوٹا عمل بھی سنت کے مطابق ہو چنانچہ غسل کی ذمہ داری حضرت کے پوتے مولانا اسحاق صاحب اور حضرت کے خدام حافظ ضیاء الرحمن صاحب، مولوی برکت اللہ صاحب، بھائی طاہر محمود صاحب پر عائد کی گئی اور ان کے تعاون کے لئے اور شرعی ہدایات کے لئے مفتی ارشاد صاحب، مفتی غلام محمد صاحب اور بندہ کو مقرر کیا گیا، تقریباً ساڑھے دس بجے حضرت کو غسل اور کفن دے کر خانقاہ میں زیارت کے لئے پہنچادیا گیا بندہ ان خدمات ولمحات کو اپنے لئے نجات کا ذریعہ سمجھتا ہے۔

وصیت کے مطابق حضرتؒ کے صاحبزادے حضرت مولانا مظہر میاں صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی اور سندھ بلوچ سوسائٹی میں حضرتؒ کے وقف کردہ قطعہ زمین برائے قبرستان میں آپ کی تدفین کی گئی

۸ بجے صبح حضرت شیخ کا جنازہ جامعہ اشرف المدارس سندھ بلوچ سوسائٹی میں پہنچ گیا، کچھ دیر کے لئے جنازہ بڑی خانقاہ میں رکھا گیا، جہاں آپ کی چار پائی کے ساتھ لمبے لمبے بانس باندھے گئے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ کندھا دینے کی سعادت حاصل کرسکیں، ساڑھے آٹھ بجے جنازہ جنازہ گاہ میں لایا گیا الحمدللہ! جنازہ کو کندھا دینے کی سعادت بندہ نے بھی حاصل کی اور چھوٹے بھائی اور حضرت کے خلیفہ مفتی خلیق احمد اخون سلمہ اور فرزند محمد طلحہ نیاز اخون سلمہ نے بھی حاصل کی۔

۹ بجے نماز جنازہ ادا کی گئی ڈیڑھ لاکھ سے زائد افراد نے نماز جنازہ میں شرکت کی اور ہزاروں افراد ٹریفک جام ہونے کی وجہ سے نہ پہنچ سکے یہ وہ جنازہ تھا جس میں پڑھنے والوں کی بخشش ہوجاتی ہے، جنازے میں آنے والے جہاں جنازے کا اجر لینے کے متمنی تھے وہاں اپنی بخشش کے بھی امیدوار تھے۔

وصیت کے مطابق حضرتؒ کے صاحبزادے حضرت مولانا مظہر میاں صاحب دامت برکاتہم نے نماز جنازہ پڑھائی اور سندھ بلوچ سوسائٹی میں حضرتؒ کے وقف کردہ قطعہ زمین برائے قبرستان میں آپ کی تدفین کی گئی اور آپ کی تدفین کا عمل آپ کے پوتے حضرت مولانا ابراہیم میاں صاحب اور مولانا اسماعیل صاحب اور مولانا اسحاق صاحب اور دیگر اعزا اور خدام کے ذریعے انجام پایا اور حضرت شیخ کی وصیت کے مطابق آپ کے پورے جسم کا رخ قبر کی شرقی دیوار کے سہارے قبلہ رو کردیا گیا اور یہی شرعی حکم اور سنت ہے صرف چہرے کا قبلہ رخ کرنا کافی نہیں، سب سے پہلے تین لپ مٹی حضرت کے صاحبزادے نے ڈالی پھر بندہ نے یہ سعادت حاصل کی اور پھر دیگر حضرات نے۔

سورۂ بقرہ کے اول اور آخری رکوع حضرت شیخ کے پوتے حضرت مولانا محمد ابراہیم میاں اور مولانا اسماعیل صاحب نے تلاوت کئے اور آخری دعا کروانے کا حکم بندہ کو ہوا، سب نے قبلہ رو ہوکر دعا کی تقریباً ساڑھے دس بجے تدفین مکمل ہوئی اور قبرستان کو قبر کی زیارت کے لئے عام وخاص کے لئے کھول دیا گیا۔ رحمۃ اللہ رحمۃ واسعۃ۔ آمین۔

بہت روئیں گے کر کے یاد اہل میکدہ مجھ کو
شراب دردِ دل پی کر ہمارے جام ومینا سے
(حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر)

(روزنامہ اسلام کراچی، ۱۹رجون ۲۰۱۳ء)

دینی مدارس کی افادیت واہمیت!

شمس الحق ندوی

یہی ہوتا آیا ہے، مخلصین اور دین وملت کے لئے تڑپنے اور بے کل رہنے والوں اور اس کی فکر میں جلنے، پگھلنے اور راتوں کو اٹھ اٹھ کر بارگاہِ خداوندی میں آہ وزاری کرنے والوں کی تعداد کم ہی رہی ہے۔

انہی سے نورِ نبوت کی کرنیں پھوٹتی اور پھیلتی رہی ہیں اور دنیا میں پھیلے ہوئے ابلیسی نظام نے انہیں مردانِ خدا کو اصل خطرہ جانا ہے، جو شکست کو فتح سے بدلنے، ہاری ہوئی بازی کو جیتنے اور ڈوبتی ہوئی کشتی کو تیرانے کی اہلیت اور ہمت رکھتے ہیں، اقبال مرحوم نے اپنی نظم ابلیس کی مجلس شوریٰ میں ابلیس کی زبان سے اس حقیقت کو اس طرح ادا کیا ہے:

ہے اگر مجھ کو خطر کوئی تو اس امت سے ہے
جس کی خاکستر میں ہے اب تک شرارِ آرزو
خال خال اس قوم میں اب تک نظر آتے ہیں وہ
کرتے ہیں اشکِ سحر گاہی سے جو ظالم وضو

ابلیس اپنے خیالات اور خدشات کا اظہار کرتے ہوئے مزید کہتا ہے میں جانتا ہوں کہ یہ امت قرآنی پروگرام کی حامل اور اس پر عامل نہیں، مال کی محبت، ذخیرہ اندوزی اور نفع رسانی کے بجائے نفع طلبی اور سرمایہ داری اس کا بھی مذہب بنتی چلی جارہی ہے، لیکن زمانے کے انقلابات اور مقتضیات سے مجھے خطرہ ہے کہ وہ کہیں اس امت کو بیداری کا سامان نہ بن جائیں۔ (نقوشِ اقبال)

غور کیا جائے تو یہ صاف محسوس ہوگا کہ دینِ اسلام کے خلاف اٹھائے جانے والے ہر فتنہ کے بعد مسلم عوام میں بیداری پیدا ہوتی ہے اور غیروں میں اسلامی تعلیمات پر غور وفکر اور معلومات وتجسس کا جذبہ کام کرنے لگتا ہے اور وہ اسلامیات کا مطالعہ کرنے لگتے ہیں اور اس کی حقیقت کو سمجھنے کی ٹوہ میں لگ جاتے ہیں، جس کے نتیجہ میں بہت سے خوش نصیب اسلام کی آغوش میں آجاتے ہیں اور یہ بات تقریباً دنیا کے تمام ملکوں میں پائی جارہی ہے، جس کو میڈیا نمایاں نہیں کرتا ہے اس کو صرف کسی مسلمان کی معمولی بلکہ فرضی غلطی کو نمایاں کر کے پیش کرنے سے دلچسپی رہتی ہے۔

> ان مدارس کو چلانے والے مخلصین اور بہی خواہانِ دین وملت تنکے تنکے جمع کر کے اس ماحول میں جہاں تعلیم مہنگی سے مہنگی ہوتی جارہی ہے، طلبا کے لئے نہ صرف یہ کہ مفت تعلیم کا انتظام کرتے ہیں بلکہ نادار طلبا کے کھانے کا بھی انتظام کرتے ہیں

کیا یہ حقیقت جھٹلائی جاسکتی ہے کہ وہی اندلس جہاں اقبال مرحوم نے بڑے درد سے کہا تھا:

"آہ! کہ صدیوں سے ہے تیری زمیں بے اذاں"

اب اسی اندلس میں اذان بھی ہونے لگی ہے، وہاں پہنچنے والے مسلمان جمعہ اور جماعت کا بھی نظام قائم کرنے لگے ہیں، امریکا جہاں سے سب سے زیادہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف پروپیگنڈے کئے جاتے ہیں، وہاں اس کے نتیجہ میں اسلام کے بارے میں معلومات کے جذبات ابھرتے ہیں، پھر اس کا مطالعہ اور حقیقت تک پہنچنے کے بعد بہت سے خوش نصیب ایمان لاتے ہیں۔

اس میں ہمارے ان مدارس و مکاتب کا بڑا دخل ہے جن پر تنقید ہوتی رہتی ہے، ان مدارس کو چلانے والے مخلصین اور بہی خواہانِ دین وملت تنکے تنکے جمع کر کے اس ماحول میں جہاں تعلیم مہنگی سے مہنگی ہوتی جارہی ہے، طلبا کے لئے نہ صرف یہ کہ مفت تعلیم کا انتظام کرتے ہیں بلکہ نادار طلبا کے کھانے کا بھی انتظام کرتے ہیں اور خاص حالات میں ان کی دیگر ضروریات کا بھی خیال رکھتے ہیں، کتابیں تک مفت مہیا کی جاتی ہیں پھر انہیں طلبا میں سے اچھی خاصی تعداد ایسی نکلتی ہے جو دعوت واصلاح کے کام میں لگ جاتے ہیں، ایک معتدبہ تعداد مدارس میں تعلیم وتربیت کا کام انجام دیتی ہے، ان میں وہ بھی ہوتے ہیں جو اپنے علاقہ کی بنجر زمین میں عقیدۂ توحید اور دین و ایمان کا بیج بوتے ہیں، ایسے بھی ہوتے ہیں جو دوسرے کالجوں اور یونیورسٹیوں میں پہنچ کر اسلامی شناخت کو باقی رکھنے میں بڑا کردار ادا کرتے ہیں، اگر ان کی ظاہری وضع قطع میں اہلِ دین کی نظروں میں کچھ کمی محسوس ہوتی ہے تو اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ ان کے دلوں میں دینی جذبات واحساسات موجزن رہتے ہیں، ان میں وہ جواں مرد بھی ہوتے ہیں جو دوسرے ملکوں میں دین وایمان کی قندیل روشن کرتے ہیں، اسلام کا تعارف کراتے ہیں۔

کم سے کم درجہ ہوتا ہے کہ مدارس میں آنے والے کا ایمان وعقیدہ محفوظ ہو جاتا ہے جو عمر کے کسی دور میں شعلۂ جوالہ بن کر بھڑک اٹھتا ہے، ایسا بہت کم ہوتا ہے بلکہ شاذ ونادر یہ واقعہ پیش آتا ہے کہ کوئی جدید افکار ونظریات کا شکار ہو کر الحاد ودہریت کی راہ اپنالے۔

جدید تعلیم یافتہ حضرات میں جو صاحبان اپنے خیالات ومشوروں سے اہل مدارس کو نوازنے کی فکر پیش کرتے ہیں یا یہ کہوں کہ نوجوانانِ ملت کے بارے میں اپنی فکر وہمدردی کا اظہار کرتے ہیں، ہمیں ان سے کوئی شکایت نہیں، اس لئے کہ یہ انسانی فطرت ہے، وہ جس ماحول میں رہتا ہے اسی دائرہ میں اس کا علم وفکر بھی اپنا کام کرتا ہے اور اسی کا اظہار کرتا ہے۔

مدارس کی افادیت واہمیت کو وہی بندگانِ خدا زیادہ جانتے اور سمجھتے ہیں جو اپنے خونِ جگر سے پوری انسانیت کو زندگی کا صحیح رخ دینا چاہتے ہیں، اس سلسلہ میں جو انصاف پسند اہل علم حضرات اسلام کی تاریخ اصلاح ودعوت اور تجدید دین کی جانفشانیوں کا مطالعہ کریں گے، ان کو صاف معلوم ہوگا کہ روئے زمین پر اس وقت انسانیت کا جو بچا کھچا سرمایہ نظر آ رہا ہے وہ انہیں حضرات کا کارنامہ ہے ورنہ تاریخ اسلام میں جو انقلابات آئے ہیں وہ اس کی رہی سہی طاقت ختم کر دیتے اور اسلام بھی دیگر مذاہب کی طرح تحریف وغلو کا شکار ہو چکا ہوتا، ہم زیادہ تفصیل میں نہ جا کر صرف اتنا ہی عرض کریں گے کہ دورِ اکبری میں اگر حضرت مجدد الف ثانیؒ کی شخصیت نے اپنا حکیمانہ رول ادا نہ کیا ہوتا تو آج یہاں اسلام کا کیا حال ہوگا، پھر اس سرمایہ کی حفاظت خانوادۂ وسلسلہ ولی اللّٰہی نے جس طرح کی، اس سے کون انصاف پسند صاحب علم انکار کر سکتا ہے اور یہی سلسلہ اب تک جاری ہے۔

ایک اور پہلو سے غور فرمایا جائے کہ اسلام صرف مسجد اور اوراد واذکار تک محدود نہیں ہے، اس لئے زندگی کے دوسرے شعبوں میں پیدائش سے لے کر موت کے مسائل میں راہنمائی کہاں سے حاصل ہوتی ہے؟ حقوق اللہ کے ساتھ حقوق العباد، خرید وفروخت، گھریلو مسائل اولاد کی تعلیم وتربیت، ملنے جلنے اور ایک دوسرے کے ساتھ حسن سلوک کرنے، نمازیوں کی امامت اور ان کو روزمرہ کے مسائل سے کون واقف کراتا ہے، اگر یہ نہ ہو تو کیا قومی نام کے علاوہ مسلمانوں میں کوئی اسلامی بات پائی جا سکتی ہے، جو اصل مقصدِ زندگی ہے۔

انہی حقائق کے پیش نظر علامہ اقبالؒ اپنے اشعار میں اہل مدارس کو موجودہ دانشوروں کی طرح مشورہ دینے اور ان میں مزید زندگی پیدا کرنے، زور دینے کے باوجود ایک مرحلہ میں یہ کہنے پر مجبور ہوئے کہ: ''ان مدارس کو کچھ نہ کہو، اگر یہ مدارس نہ ہوتے تو ہندوستان اندلس بن چکا ہوتا۔''

خوش نصیب ہیں وہ حضرات جو ان دینی مدارس ومکاتب کے ساتھ تعاون کرتے ہیں، ہم اگر دینی زبان وپیمانہ کی روشنی میں ان حضرات کے اس انفاق فی سبیل اللہ کے اخروی اجر وثواب کے ذخیرہ کا حساب لگانا چاہیں تو بڑے سے بڑا ریاضی داں اس کا حساب نہیں لگا سکتا ہے، جس کو قرآن کریم نے اس طرح بیان کیا ہے:

''مثل ما ینفقون فی سبیل اللہ کمثل حبة انبتت سبع سنابل فی کل سنبلة مأة حبة واللہ یضاعف لمن یشاء۔''

ترجمہ: ''جو لوگ اپنا مال خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں (ان کے مال) کی مثال اس دانے کی سی ہے، جس سے سات بالیں اگیں اور ہر ایک بالی میں سو سو دانے ہوں، خدا جس کے مال کو چاہتا ہے زیادہ کرتا ہے۔''

اہل مدارس جدید علوم وفنون اور زندگی کے جائز ودرست اسباب ووسائل کے اپنانے کی نفی نہیں کرتے کہ خود دین اسلام اس کی تعلیم دیتا ہے، جس کی تفصیل کا یہ موقع نہیں۔

مدارس اور علماء کا منصب یہی ہے کہ وہ زندگی کے دوسرے شعبوں میں رہنے والے مسلمانوں کی صحیح راہنمائی کریں کہ وہ جاہ ومنصب اور کاروبار کے اندر مال کی فروانی میں پڑ کر خدا فراموشی کا شکار ہو کر ابدی زندگی سے غافل نہ ہو جائیں، جس کا انجام نہایت بھیانک ہے، یہ بہت فکر کی بات ہے کہ جدید تعلیم یافتہ حضرات کا ایک بڑا طبقہ اپنی ساری صلاحیتوں، علوم وافکار اور حصول زر کی فکر میں اتنا ڈوب جاتا ہے کہ روح وقلب کی طرف متوجہ نہیں ہو پاتا جو حاصل زندگی ہے، جگر مرحوم کی زبان:

نہیں جاتی کہاں تک فکر انسانی نہیں جاتی
مگر اپنی حقیقت آپ پہچانی نہیں جاتی

مدارس اور علماء کا منصب یہی ہے کہ وہ زندگی کے دوسرے شعبوں میں رہنے والے مسلمانوں کی صحیح راہنمائی کریں کہ وہ جاہ ومنصب اور کاروبار کے اندر مال کی فروانی میں پڑ کر خدا فراموشی کا شکار ہو کر ابدی زندگی سے غافل نہ ہو جائیں، جس کا انجام نہایت بھیانک ہے

عمرہ کا کوٹہ سسٹم و دیگر مسائل

حافظ محمد عشارب غزالی

حرمین شریفین (مکۃ المکرمہ اور مدینہ المنورہ) تمام دنیا کے مسلمانوں کے لئے مقدس مقامات ہیں، حج اور عمرہ ایک ایسی عبادت ہے جس کی خواہش وتمنا ہر مسلمان کے دل میں مچلتی رہتی ہے جو مسلمان صاحب حیثیت ہیں ان پر اللہ تعالیٰ نے حج فرض کر دیا مگر جو صاحب حیثیت نہیں ان کو اللہ تعالیٰ نے اس فرض سے معافی دی ہوئی ہے۔ دنیا میں کئی ارب مسلمان آباد ہیں اور ہر ایک مسلمان کی زندگی میں ایک بار حرمین جانے کی لگن اور تڑپ ہوتی ہے چاہے وہ حج ہو یا پھر عمرہ اور جو مسلمان صاحب حیثیت ہیں وہ تو کئی بار اس سعادت کو حاصل کر لیتے ہیں مگر وہ کمزور مسلمان کیا کریں جو ایک ایک روپیہ سالوں میں جمع کرتے ہیں جب موسم حج میں اپنی کل پونجی دیکھتے ہیں تو وہ اتنی نہیں ہوتی کہ وہ حرمین جانے کا سوچ سکیں کیونکہ ایک تو ہماری کرنسی دنیا کے مقابلے میں کمزور سے کمزور ہوتی جا رہی ہے اور دوسری جانب حج کے پیکیج لاکھوں میں بن رہے ہیں جو سفید پوش مسلمانوں کے بس کی بات نہیں رہی۔ اگر وہ عمرے پر جائیں تو اس پر بھی اب کئی ہزار کا خرچہ ہو جاتا ہے۔ آج سے کچھ سال قبل حج اور عمرے پر جانا کوئی پریشانی یا مشکل مرحلہ نہیں ہوتا تھا صرف اور صرف چند ہزار میں آپ حج اور عمرہ کر لیتے تھے مگر آج عام دنوں میں عمرہ پر جانے کے لئے آپ کو صرف ویزا حاصل کرنے کے لئے 10,000 سے 20,000 ہزار پاکستانی روپے فیس کی مد میں ادا کرنے ہوتے ہیں، رہائش اور کھانا پینا اس کے علاوہ، ان سب کو شامل کریں تو کم از کم بھی 15 دنوں کا پیکیج 60,000 سے 80,000 ہزار کا ہوتا ہے اور وہ بھی اکانومی کلاس کا (یعنی سب سے سستا) اگر اس سے اوپر کا پیکیج لیں تو وہ تو کم از کم ایک لاکھ تک ہو جائے گا۔

یوں تو پاکستانی پورے سال ہی حرمین کے سفر کے لئے تیار رہتے ہیں مگر خاص طور پر رمضان المبارک میں جانے کے لئے ایک خاص تڑپ اور لگن ہوتی ہے کیونکہ اُس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ ارشاد سنا اور پڑھا ہوا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رمضان میں عمرہ کرنا میرے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے اور دوسری روایت ہے کہ رمضان میں عمرہ کرنے کا ثواب حج کے برابر ہے۔

(سنن ترمذی جلد اول صفحہ 186)

کون مسلمان ہوگا جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ نہ چاہے، رمضان المبارک میں اللہ تعالیٰ جب اپنے لطف وکرم اور عنایتوں کے دروازے کھول دیتے ہیں ایک مسلمان اپنے پروردگار کی رحمت، مغفرت اور جہنم سے نجات اور اس کے لطف وکرم کو پانے کے لئے کوشش کرتا ہے کہ اس کے در پر جا پہنچے شاید کہ اللہ تعالیٰ کا قرب نصیب ہو جائے اور اس کا حرمین کا یہ سفر نجات کا ذریعہ بن جائے مگر اس کے راستے میں ابھی کئی رکاوٹیں کھڑی ہیں سب سے پہلے پاسپورٹ کا بنانا اور اس کے بعد عمرہ ویزا کا حصول جو آج کل جوئے شیر لانے کے مترادف ہوتا جا رہا ہے، وہ اس لئے کہ جب سے سعودی وزارت حج اور وزارت مذہبی امور نے عمرے کا نظام عمرہ کمپنیوں کے حوالے کیا ہے اس وقت سے خاص کر ہم پاکستانیوں کو بہت سے مسائل کا سامنا ہے۔ ویسے تو سعودی وزارت حج اور وزارت مذہبی امور کے علم اور ریکارڈ میں یہ بات ہوگی کہ پوری مسلم دنیا میں سب سے زیادہ معتمرین پاکستان سے آتے ہیں اور وہ ویزے کے حصول کے لئے رقم دوسروں سے زیادہ بھی ادا کرتے ہیں۔ عموماً ویزا فیس جو ممالک ادا کرتے ہیں اس کی ترتیب کچھ اس طرح سے ہے: پورے سال انگلینڈ 170 سعودی ریال، امریکا و یورپ 180 سعودی ریال، ملائیشیا، انڈونیشیا 190 سعودی ریال جبکہ پاکستان ربیع الاول سے جمادی الثانی 450 سعودی ریال، رجب میں 600 سعودی ریال، شعبان 720 سعودی ریال اور رمضان المبارک میں 1070 سعودی ریال ادا کرتے ہیں۔

اس ویزا فیس میں ایجنٹ حضرات عام دنوں میں زائرین کو ٹرانسپورٹ کی سہولت مہیا کرتے ہیں مگر رمضان المبارک میں یہ سہولت بھی ختم کر دی جاتی ہے اور ٹرانسپورٹ کے لئے الگ سے رقم لی جاتی ہے۔

پاکستان سے گزشتہ سال معتمرین 40,6800 اور رمضان المبارک میں تقریباً 78,000 گئے تھے اور اس سال رجب تا رمضان میں صرف تقریباً 36000 ہزار جا سکیں گے۔ اس کی وجہ کوٹہ سسٹم ہے، تمام مسلم دنیا کے مقابلے میں پاکستان کا رمضان کا کوٹہ کم کر دیا جاتا ہے اس وجہ سے ایجنٹ حضرات اپنی مرضی کی ویزا فیس وصول کرتے ہیں جو صاحب حیثیت افراد ہیں وہ تو یہ فیس ادا کر سکتے ہیں مگر دیگر افراد کیا کریں؟ ان کا کوئی والی وارث نہیں، ہم پاکستانیوں کا المیہ یہ ہے کہ ہماری وزارت حج اور وزارت مذہبی امور کو معتمرین کے مسائل کے بارے میں کچھ بھی معلومات نہیں کہ ان کے ساتھ کیا ظلم ہو رہا ہے کیونکہ پاکستانی وزارت حج کو

صرف حج کے معاملات کا علم ہوتا ہے ان کو معتمرین کے مسائل کے بارے میں کوئی معلومات نہیں اور کوئی دوسری وزارت بھی اس بارے میں کچھ نہیں جانتی؟ تمام مسلم ممالک کی وزارتیں اپنے حاجی حضرات اور معتمرین کی مکمل خبر گیری رکھتی ہیں، کچھ ممالک تو سعودی وزارت حج سے اپنی شرائط پر اپنے حاجی حضرات اور معتمرین کو حرمین بھیجتے ہیں، ہم پاکستانی تو سعودی حکومت کے بہت ہی خاص دوستوں میں شامل ہیں اس کے باوجود ہماری حکومت ان معاملات پر کھل کر کچھ کیوں نہیں کرتی؟

سعودی قونصل خانے کی جانب سے ہر معتمر کے پاسپورٹ پر عمرہ کا ویزا لگایا جاتا ہے اور اس ویزے پر فری (مجاناً) لکھا ہوتا ہے جبکہ ہر معتمر اس ویزے کی مد میں سعودی اور پاکستانی ایجنٹ کو کئی ہزار روپے ادا کرتا ہے، سعودی حکومت کو چاہیے کہ وہ ان الفاظ (مجاناً) کو ختم کرے کیونکہ لوگ ایجنٹوں سے اس پر لڑتے ہیں کہ ہمارے ویزے پر فری لکھا ہے پھر ہم سے یہ رقم کس مد میں لی گئی؟ ہر ایک کو یہ بات سمجھ نہیں آتی کہ یہ رقم سعودی عمرہ کمپنی کے ایجنٹ نے اس کوٹے کے لئے لی ہے جو انہوں نے سعودی وزارت حج سے خریدا ہے۔ اس کوٹے کے چکر میں دونوں ایجنٹ حضرات معتمرین سے زیادہ سے زیادہ رقم بٹورنے میں لگے ہیں۔ پاکستان کے ساتھ دوسری زیادتی یہ ہے کہ سعودیہ کی بڑی عمرہ کمپنیاں تو رجب تا رمضان پاکستان کا کوٹہ ہی بند کر دیتی ہیں اور جو عمرہ کمپنیاں کوٹہ دیتی ہیں وہ اپنی شرائط پر دیتی ہیں جو کچھ اس طرح ہوتی ہیں (1) ٹرانسپورٹ کی رقم الگ سے ادا کریں۔ (2) رہائش بھی لازمی ان سے لی جائے، یہ بات تو ایک حد تک ٹھیک ہے مگر المیہ یہ ہے کہ جو ٹرانسپورٹ اور رہائش کی رقم یہ ایجنٹ حضرات لیتے ہیں وہ زیادہ ہوتی ہے جبکہ عام آدمی کو یہ سہولت ان سے کم ریٹ پر مل جاتی ہے۔ سعودی وزارت حج کو چاہیے کہ وہ ان معاملات پر بھی نظر رکھیں کہ معتمرین کو مناسب رقم پر یہ سہولتیں مل جائیں۔

سعودی وزارت حج نے گزشتہ کچھ سالوں سے معتمرین کیلئے حج کی طرز پر ایک پالیسی بنائی کہ ہر معتمر سعودی ایجنٹ کے قبضے میں رہے تا کہ وہ سعودیہ میں غائب نہ ہو جائے۔ سعودی وزارت حج نے معتمرین کی سہولت کیلئے یہ نظام شروع کیا تھا مگر کچھ لوگوں نے اسے مشکل سے مشکل تر بنا دیا، اس پالیسی پر کتنا عمل ہو رہا ہے یہ سعودی وزارت حج بھی اچھی طرح جانتی ہے، اس سے وہ پاکستانی معتمرین جو ایک نیک مقصد کیلئے حرمین کا سفر کرتے ہیں، بہت پریشان ہو رہے ہیں۔ دنیا میں ہر ملک کی وزارت مذہبی امور ہوتی ہے جو اپنے مذہبی امور کے معاملات کو مستقل بنیادوں پر دیکھتی رہتی ہے مگر اس مملکت خداداد پاکستان میں وزارت مذہبی امور کو ان معاملات پر توجہ دینے کی فرصت ہی نہیں ہوتی۔ یہ حیرت کی بات نہیں کہ ہر سال پاکستان سے 4 لاکھ سے 5 لاکھ معتمرین جاتے ہیں مگر ان کی پریشانیوں اور مسائل کو دیکھنے والی کوئی وزارت نہیں؟

سعودی وزارت حج اور مذہبی امور سے درخواست ہے کہ وہ اس نظام پر نظر ثانی کریں اور پاکستان کے ارباب اقتدار سے بھی درخواست ہے کہ وہ خصوصی اختیارات استعمال کرتے ہوئے اس مسئلے کو ہنگامی بنیادوں پر حل کرائیں تا کہ معتمرین کو بروقت فائدہ مل جائے اگر کچھ وقت اور گزر گیا تو پریشانی میں اضافہ ہی ہوگا۔ 15 رشعبان کے بعد کوٹہ بند ہو جاتا ہے کیونکہ جو پہلے سے عمرے کی منظوریاں آئی ہوتی ہیں ان پر ویزے لگانے میں ہی کافی وقت لگ جاتا ہے۔

☆☆..................☆☆

اکابر علمائے ختم نبوت کی اپیل پر پورے برطانیہ کی مساجد میں ”یوم ختم نبوت“ منایا گیا

برمنگھم (پ ر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اکابر علماء کرام امیر مرکزیہ شیخ الحدیث مولانا عبدالمجید لدھیانوی، نائب امیر مرکزیہ مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر، مولانا صاحبزادہ عزیز احمد، شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا و دیگر رہنماؤں کی اپیل پر پورے برطانیہ کی مساجد اور اسلامک سینٹرز میں کل ”یوم ختم نبوت“ منایا گیا۔ علماء و خطباء حضرات نے عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت و فضیلت بیان کرتے ہوئے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں۔ آپ کی نبوت و رسالت قیامت تک کے لئے ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دعویٰ نبوت کفر ہے۔ یہ عقیدہ ختم نبوت قرآن کریم، احادیث متواترہ، صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین، ائمہ مجتہدین کی تصریحات اور امت مسلمہ کا متفقہ عقیدہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ منکرین ختم نبوت نے دنیا کو غیر عقلی عقائد و نظریات اور اسلام کے نام پر دھوکہ دہی کے ذریعہ گمراہ کیا ہے اور امام مہدی، مسیح موعود، ظلی و بروزی نبی کی اصطلاحات کے ناروا استعمال کے ذریعہ اسلام کے امیج کو مسخ کرنے کی ناپاک جسارت کی ہے۔ علمائے کرام نے کہا کہ اسلام کے بارے میں مغرب میں غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں۔ اسی طرح منکرین ختم نبوت کے متعلق امریکہ و مغربی ممالک کا رویہ جمہوری اصولوں کے منافی ہے۔ انہوں نے کہا کہ عیسائیت اور یہودیت میں اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی صفات کو تسلیم کیے بغیر کوئی فرد عیسائی یا یہودی نہیں کہلا سکتا تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی تسلیم کیے بغیر کوئی شخص کیسے مسلمان ہو سکتا ہے؟ اسلام میں تنگ نظری اور تعصب و نفرت کی کوئی گنجائش نہیں۔ اسلام اپنے عقائد و نظریات کو قبول کرنے کی دعوت دیتا ہے، لیکن اس کے بعد کسی جبر کا قائل نہیں۔ اسلام عالمگیریت کا مذہب ہے جو عالمگیر معاشرہ کی تشکیل کی دعوت دیتا ہے، اس کی دعوت پوری انسانیت کے لئے ہے۔ مسلمان انسانی برادری کی وحدت اور مختلف مذاہب اور تہذیبوں کے درمیان بہتر تعلقات کے خواہاں ہیں۔ جمعۃ المبارک کے اجتماعات میں مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر نے برمنگھم کی جامع مسجد حمزہ، مولانا اللہ وسایا نے جامع مسجد فیض الاسلام، مفتی خالد محمود نے جامع مسجد نقیب الاسلام، مولانا محمد یحییٰ لدھیانوی نے جامع مسجد آسٹن، صاحبزادہ مولانا خواجہ خلیل احمد نے جمعیت المسلمین، مفتی محمود الحسن نے جمعیت العلم، حافظ محمد تمکین نے جامع مسجد عمر، جبکہ لندن میں مفتی سہیل احمد نے ورتھ، مفتی محمد انور کنگسٹن، مولانا طاہر فیض ساؤتھ ہال، مولانا محمد شعیب ومبلڈن، مولانا محمد ابراہیم مدنی مسجد بریڈفورڈ، مفتی محمد طارق ریور سائیڈ کارڈیف، حافظ محمد اقبال اسٹاک ویل گرین، حافظ محمد منور گلاسکو، مولانا عبدالرشید رحمانی کراؤلے اور نصیب گل ویکفیلڈ، مولانا جمیل احمد بندھانی اور مولانا عزیز الحق نے برکلے میں خطاب کیا اور مسلمانوں کو ختم نبوت کانفرنس برمنگھم میں شرکت کی دعوت دی۔

حقیقت توحید

اللہ تعالیٰ نے اہل اسلام کو توحید کی روشنی عطا فرمائی ہے' اس روشنی میں زندگی کا سفر بامراد ہے' منزل مسافر کی منتظر ہے' اگر توحید کی لو دھیمی پڑ گئی تو ہزار ٹھوکروں کا ڈر ہے۔

مولانا بلال عبدالحئی حسنی ندوی

''حضرت عمران بن حصینؓ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے والد حصین سے دریافت فرمایا کہ آج کل کتنے خداؤں کو پوجتے ہو؟ وہ کہنے لگے سات کو' چھ زمین کے اور ایک آسمان والا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ اپنی چاہت و رغبت کے لئے اور خوف و خطر کے وقت کس کا وظیفہ پڑھتے ہو کہنے لگے آسمان والے کا۔'' (ترمذی)

یہ ہر انسان کے دل کی آواز ہے' وہ بتوں کو پوجتا ہو' پتھروں اور درختوں کے آگے سر پٹکتا ہو' چاند' سورج اور ستاروں کی پرستش کرتا ہو' ہر طاقتور کے آگے سر جھکا دیتا ہو لیکن اگر وہ اپنے دل سے پوچھے تو صرف ایک صدا وہاں سے بلند ہوگی اور

ایسے وقت میں جب اعضاء جواب دے جاتے ہیں' زبان گنگ ہوجاتی ہے' قویٰ ڈھیلے پڑ جاتے ہیں، مایوسی کے بادل چھانے لگتے ہیں اور آدمی کو کچھ سجھائی نہیں دیتا تو بے خود ہو کر وہ اپنے خالق و مالک کی دہائی دیتا ہے

صرف ایک ہی ہستی کا نام اس کی زبان دل سے جاری ہوگا وہ بے ساختہ کہے گا کہ مدد کرنے والا تو وہی ہے جو آسمان پر ہے' کام تو اسی سے بنے گا' ایسے وقت میں جب اعضاء جواب دے جاتے ہیں' زبان گنگ ہوجاتی ہے' قویٰ ڈھیلے پڑ جاتے ہیں مایوسی کے بادل چھانے لگتے ہیں اور آدمی کو کچھ سجھائی نہیں دیتا تو بے خود ہو کر وہ اپنے خالق و مالک کی دہائی دیتا ہے' فرعون سے بڑا سرکش اور خدا کا باغی کون ہوگا ''انا ربکم الاعلیٰ'' کا نعرہ بلند کرنے والا' جب سمندر کی لپیٹ میں آیا اور اس کے تھپیڑوں نے حواس باختہ کردیا تو کہنے لگا: ''آمنت برب ھارون و موسیٰ'' (میں موسیٰ و ہارون کے رب پر ایمان لایا' مگر وقت نکل چکا تھا) ارشاد ربانی ہوا: ''الآن وقد عصیت من قبل و کنت من المفسدین'' (اب کیا ہوتا ہے پہلے تو نافرمانی کرتا رہا اور بگاڑ پھیلانے والوں میں شامل رہا)۔

یہ توحید کی وہ چنگاری ہے جو ہر انسان کے دل میں موجود ہے' ایک جگہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''کل مولود یولد علی الفطرۃ'' ہر پیدا ہونے والا بچہ فطرت سلیمہ پر پیدا ہوتا ہے' اس کے والدین اس کو یہودی بنا دیتے ہیں اس کو نصرانی بنا دیتے ہیں یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔

اسلام نے اس چنگاری کو ایک ایسا شعلہ بنا دیا کہ جس نے غیر اللہ کی عبادت کے تصور کو خس و خاشاک کی طرح جلا کر خاک کر دیا' ایک مومن غلطی کرسکتا ہے لیکن کفر و شرک نہیں کرسکتا' ایک حدیث میں حلاوت ایمان کو حاصل کرنے کا نسخہ بیان کیا گیا ہے' اس میں سب سے پہلے شرط یہی بیان کی گئی ہے کہ جس طرح آگ میں ڈالے جانے کے تصور سے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں' اسی طرح کفر و شرک اختیار کرنے سے رونگٹے کھڑے ہو جائیں' لرزہ طاری ہوجائے۔

اسلام کی بنیاد عقیدۂ توحید پر ہے' اگر اس میں فتور پیدا ہوگیا تو کوئی بڑے سے بڑا عمل بھی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول نہیں' اللہ کی ذات غنی ہے سب سے زیادہ اس کو شرک سے غیرت آتی ہے' ایک حدیث میں وارد ہے کہ ''انا اغنی الشرکاء عن الشرک'' کوئی شرکت سے ایسا بے نیاز نہیں جیسا میں (یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ) ہوں' جو میرے ساتھ شریک کرتا ہے تو میں اس کو بے یار و مددگار چھوڑ دیتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعلان ہوتا ہے کہ تم سب بے راہ تھے' جس کو میں نے راہ دکھائی وہ ہدایت پر آیا' تم سب ننگے بھوکے تھے' جس کو میں نے پہنایا کھلایا اس کو کپڑا اور روزی میسر آئی بس مجھ سے ہدایت مانگو میں ہدایت دوں گا مجھ سے روزی طلب کرو میں روزی دوں گا۔

غور کرنے کی بات ہے احکم الحاکمین کے دربار سے ہر ایک پا رہا ہے' سرخرو ہو رہا ہے' وہاں کسی چیز کی کوئی کمی نہیں' کسی واسطے کی ضرورت نہیں' رب ہے اور اس کا بندہ جو چاہے مانگے' ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"آپ سے میرے بندے میری بابت پوچھیں تو کہہ دیجئے کہ میں قریب ہی ہوں' ہر پکارنے والے کی پکار سنتا ہوں' بس وہ مجھی سے مانگیں اور مجھ پر ایمان لائیں۔"

دینے والا دے رہا ہے' دن ورات اس کی نعمتیں بندوں پر برس رہی ہیں' اس کے خزانہ میں کوئی کمی نہیں' پھر دوسرے دربار کا رخ کیا جائے' دوسرے کے سامنے ہاتھ پھیلائے جائیں' دوسرے کی دہائی دی جائے' اس سے بڑھ کر اس احکم الحاکمین کو ناراض کرنے والی بات کون سی ہوسکتی ہے۔

اس کی بہترین مثال کسی عارف نے بیان کی بادشاہ کا دربار لگا ہوا ہے' باریابی کا اذن عام ہے' ہر ایک نوازا جارہا ہے' ایسے میں کوئی شخص اس کو چھوڑ کر کسی معذور اپاہج کے پاس جاکر مانگنے لگے تو اس کے بارے میں کیا تصور قائم کیا جاسکتا ہے۔ دنیا کی قومیں بھٹکتی چلی گئیں' اسباب کو انہوں نے اصل کا درجہ دے دیا' نبی کو خدا کا بیٹا کہنے لگے' بزرگوں اور پروہتوں کو خدا کا درجہ دینے لگے' ہر طاقت کے آگے سر جھکانے لگے' صحیح زندگی اور حقیقی بندگی کا سرا ان کے ہاتھوں سے چھوٹ گیا' قرآن مجید نے اس کی بہترین تصویر کشی کی ہے:

"یا اس کی مثال ایسی تاریکیوں کی طرح ہے' جو سمندر کی تہہ میں ہوں' جس کو ایک موج نے چھپا رکھا ہے' اس کے اوپر دوسری موج ہے اور اس کے اوپر بادلوں کا سایہ ہے تاریکیوں کے پرے کے پرے ہیں ہاتھ نکالے تو سجھائی نہ دے اور جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے روشنی نہیں رکھی تو اس کے لئے روشنی کہاں؟"

اللہ تعالیٰ نے اہل اسلام کو توحید کی روشنی عطا فرمائی ہے' اس روشنی میں زندگی کا سفر بامراد ہے' منزل مسافر کی منتظر ہے' اگر توحید کی لو دھیمی پڑ گئی تو ہزار ٹھوکروں کا ڈر ہے۔

ایک حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ یہود ونصاریٰ پر لعنت کرے' اپنے انبیاؑ کی قبروں کو انہوں نے سجدہ گاہ بنالیا ہے۔"

بادشاہ کا دربار لگا ہوا ہے' باریابی کا اذن عام ہے' ہر ایک نوازا جارہا ہے' ایسے میں کوئی شخص اس کو چھوڑ کر کسی معذور اپاہج کے پاس جاکر مانگنے لگے تو اس کے بارے میں کیا تصور قائم کیا جاسکتا ہے

آج ہماری حس بھی توحید کے بارے میں کمزور ہوگئی' قبروں پر وہ سب کچھ ہونے لگا جو دوسری قوموں کا شعار تھا' اگر آج آ کر مشرکین مکہ یہ دعویٰ کریں کہ ہمیں کیوں جلاوطن کیا گیا؟ کس جرم کی پاداش میں ہم کو اپنی جانوں سے ہاتھ دھونا پڑا؟ آخر ہم میں اور تم میں کیا فرق باقی رہا؟ ہم بت کے سامنے سجدہ کرتے تھے تم قبر کے آگے سجدہ کرتے ہو' ہم بتوں کے آگے ہاتھ پھیلاتے تھے' تم مٹی کے ڈھیر کو حاجت روا سمجھتے ہو' تو ہمارے سامنے اس کا کیا جواب ہوگا؟

مسلمانوں کے لئے یہ لمحہ فکریہ ہے کہ اصل پونجی ان کے ہاتھ سے جارہی ہے' اگر توحید کا عقیدہ مسلمانوں میں کمزور پڑتا گیا تو کیا امتیاز باقی رہ جائے گا۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں صاف فرمادیا ہے: "الا له الخلق والامر" (خبردار! ہو جاؤ اور اچھی طرح سن لو اسی کا کام ہے پیدا کرنا اور اسی کا کام ہے نظام چلانا) یہ ہمارا عقیدہ ہونا چاہئے کہ دنیا کا کلی نظام اسی کے ہاتھ میں ہے نہ کوئی پتہ اڑسکتا ہے اور نہ کوئی ذرہ اپنی جگہ سے ہٹ سکتا ہے' جب اللہ تعالیٰ کا حکم نہ ہو' روزی دینے والا' اور اولاد دینے والا' اچھی بری تقدیر کا بنانے والا صرف وہی ہے کوئی اس میں شریک نہیں' ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت اسی وقت نصیب ہوسکے گی' جب ہمارا عقیدۂ توحید مضبوط ہو اللہ سے ہمارا رشتہ جڑا ہو۔

بخاری شریف میں روایت منقول ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ کو خطاب کرکے فرمایا جانتے ہو بندوں پر اللہ کا حق کیا ہے' حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول زیادہ واقف ہیں' آپ نے فرمایا کہ بندوں پر اللہ تعالیٰ کا حق یہ ہے کہ بندے صرف اسی کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کچھ بھی شریک نہ کریں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: معلوم ہے کہ اللہ پر بندوں کو کیا حق ہے؟ جواباً حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے وہ بات دہرائی کہ اللہ اور اس کے رسول زیادہ واقف ہیں' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے یہ حق اپنے ذمہ کرلیا ہے کہ ایسے بندوں کو عذاب میں نہ ڈالے۔

☆☆..........☆☆

بسم اللہ کے فضائل

حافظ محمد اسحاق ملتانی

بسم اللہ: کا معنی اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں۔ ب: کا معنی ساتھ اور اسم کا معنی نام‘ یہاں ایک فعل محذوف ہے اشرع جس کا معنی ہے میں شروع کرتا ہوں۔

الرحمٰن: بڑا مہربان‘ یہ اسم مبالغہ ہے‘ یعنی اس کے معنی میں زیادتی کا مفہوم بھی ساتھ ہوتا ہے اور الرحیم بھی اسی طرح ہے۔

بسم اللہ پڑھنے کی حکمت:

تلاوت قرآن ہو یا اور کوئی نیکی کا عمل اعوذ باللہ پڑھ کر محض شیطانی وساوس اور شیطانی رخنے و رکاوٹ سے پناہ مانگنا کافی نہیں ہے۔ جب تک کہ حق تعالیٰ کی رحمت وشفقت اور اس کی توفیق بھی شامل حال نہ ہو‘ اسی غرض وغایت کے لئے تلاوت قرآن سے پہلے اور استعاذہ کے بعد بسم اللہ پڑھنے کی ہدایت فرمائی گئی اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بسم اللہ کی اہمیت اور اس کی تاثیر کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ ہر اہم کام جو خدا کے نام سے یعنی بسم اللہ سے شروع نہ کیا جائے وہ بے برکت رہتا ہے۔

دور جاہلیت کے طریقہ کا خاتمہ:

اسلام سے پہلے عربوں کی عادت تھی کہ وہ اپنے کاموں کو بتوں کے نام سے شروع کیا کرتے تھے‘ اس رسم جاہلیت کو اس طرح مٹایا گیا کہ قرآن کریم کی سب سے پہلے آیت جو جبرئیل علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے کر آئے‘ اس میں قرآن کریم کو اللہ کے نام سے شروع کرنے کا حکم دیا گیا‘ چنانچہ ارشاد ہوا:

”آپ پڑھئے اپنے پروردگار کے نام کے ساتھ جس نے سب کو پیدا کیا ہے۔“

بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ انیسویں پارہ کی سورۂ نمل کی آیت ”انہ من سلیمٰن وانہ بسم اللہ الرحمن الرحیم“ کے نزول سے پہلے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اللھم پڑھا کرتے تھے یا لکھوایا کرتے تھے یہاں تک کہ قرآن کی آیت: ”قل ادعوا اللہ اوادعوا الرحمٰن“ نازل ہوئی تو رحمٰن کا اضافہ ہو گیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم بسم اللہ الرحمٰن لکھوانے لگے‘ اس کے بعد جب سورۂ نمل کی مذکورہ بالا آیت نازل ہوئی تو آپ نے پوری بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھنے اور پڑھنے کا حکم دیا۔

ہر کام سے پہلے بسم اللہ پڑھو:

اس کی تاثیر اور افادیت صرف تلاوت قرآن کی ابتداء میں برکت ورحمت حاصل کرنے تک ہی محدود نہیں بلکہ دین یا دنیا کے ہر چھوٹے بڑے کام کے شروع میں بسم اللہ کا پڑھنا اور اس سے اس کام کا آغاز کرنا ضروری ہے تاکہ ہمارا ہر کام خیر وبرکت کے ساتھ پورا ہو جائے‘ چنانچہ احادیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ گھر کا دروازہ بند کرو تو بسم اللہ کہو‘ چراغ گل کرو تو بسم اللہ کہو‘ برتن ڈھکو تو بسم اللہ کہو‘ کھانا کھانے‘ پانی پینے‘ وضو کرنے‘ سواری پر سوار ہونے اور اترنے اور بیت الخلا میں جانے سے پہلے بسم اللہ پڑھنے کی ہدایت فرمائی گئی ہے۔

پورے قرآن کا خلاصہ بسم اللہ میں ہے:

امام فخر الدین رازیؒ لکھتے ہیں کہ قرآن کریم تمام سابقہ آسمانی کتابوں کے علوم پر اس طرح حاوی اور جامع ہے کہ گویا وہ تمام کتب سماویہ کا نچوڑ وخلاصہ ہے اور کل قرآن کا خلاصہ سورۂ فاتحہ میں ہے یعنی جتنے مضامین قرآن کریم میں تفصیل اور تشریح کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں ان سب کا خلاصہ سورۂ فاتحہ میں موجود ہے اور سورۂ فاتحہ کا خلاصہ بسم اللہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو بارہ ہزار بار اس طرح پڑھے کہ جب ایک ہزار بار ہو جائے تو دو رکعت نماز پڑھ کر اپنی حاجت کے لئے دعا کرے‘ پھر پڑھنا شروع کرے‘ ایک ہزار کے بعد پھر اسی طرح دو رکعت پڑھے اور دعا مانگے‘ غرض اسی طرح بارہ ہزار بار ختم کرے‘ انشاء اللہ اس کی حاجت پوری ہو گی

الرحمٰن الرحیم میں موجود ہے۔

اللہ، رحمٰن اور رحیم:

اللہ اس ذات کا نام ہے جو یکتا اور بے مثال ہے اور تمام صفات کمال کا جامع ہے اور ہر قسم کے عیب ونقص سے پاک ہے اور جو سب کا خالق اور رازق ہے یہ نام اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سب سے بڑا اور سب سے جامع نام ہے اور یہ نام اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کا نہیں ہوسکتا' حضرات صوفیائے کرام اور اولیا اللہ نے لفظ اللہ کو اسم ذات قرار دیا ہے اور اس کو اسم اعظم کہا ہے' امام اعظم ابوحنیفہؒ نے بھی لفظ اللہ کو اسم اعظم قرار دیا ہے۔

رحمٰن: یہ بھی اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ہے' جس کا مرتبہ اسم اللہ کے بعد تمام اسمائے حسنیٰ میں بلند معلوم ہوتا ہے اور یہ لفظ رحمٰن بھی اللہ جل شانہ کی ذات عالی کے ساتھ مخصوص ہے' کسی مخلوق کو رحمٰن کہنا جائز نہیں۔ اگر عبدالرحمٰن جیسا مبارک نام کسی کا رکھا جائے تو ہمیشہ پورا نام لیا جائے یعنی عبدالرحمٰن اور کبھی کسی حال میں تخفیف سے کام لے کر خالی رحمٰن کہہ کر اس شخص کو نہ پکارا جائے۔

لفظ رحمٰن رحمت سے بنا ہے اور مبالغہ کا صیغہ ہے' اس کے معنی ہوئے ایسی رحمت کرنے والا کہ کوئی اس جیسی رحمت نہ کرسکے' بعض علما نے صفت رحمٰن کا تعلق دنیا سے اور دنیا کی ہر شے اور سب سے یعنی مؤمن وکافر ہر کسی کے ساتھ رحمت کا معاملہ ہونا اور صفت رحیم کا آخرت سے تعلق ہونا بیان کیا ہے' تو یہاں بسم اللہ میں اسم رحمٰن کا ذکر فرما کر یاد دلایا گیا کہ رحمٰن ہی وہ شفیق ومہربان ذات ہے کہ جو ہمارے تمام کاموں کی تکمیل میں اپنی رحمت سے مدد فرمانے والی ہے اور جس کی رحمت ہی سے ہمارا کام یا عمل خاطر خواہ طریقہ سے انجام پاسکتا ہے۔

رحیم: یہ لفظ بھی لفظ رحمٰن کی طرح رحمت سے بنا ہے اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کا ایک صفاتی نام ہے' اور اس کے معنی بھی صاحب رحمت اور مہربان کے ہیں مگر لفظ رحمٰن اور رحیم میں ایک خاص فرق ہے کہ لفظ رحمٰن صرف اللہ تعالیٰ کے لئے بولا جاسکتا ہے اور لفظ رحیم انسان کے لئے بھی بولا جاسکتا ہے' چنانچہ خود قرآن کریم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں فرمایا گیا بالمومنین رؤف الرحیم۔

رحمٰن کے بعد رحیم لانے کی حکمت:

اس صفاتی اسم کو بسم اللہ میں ذکر کرنے کی ایک حکمت علما نے یہ لکھی ہے کہ کسی عمل کی تکمیل یا کسی کام کی غرض وغایت اس کا صحیح نتیجہ اور ثمرہ میسر ہونے میں ہے' جیسے کہ مکان کی تعمیر کہ اس کی غرض وغایت جبھی پوری ہوتی ہے کہ جب تکمیل کے بعد اس میں سکونت اور رہائش بھی نصیب ہو' ورنہ شداد کی جنت کی طرح اگر تکمیل کے بعد داخلہ اور قدم رکھنا میسر نہ آئے تو وہ کام اب بھی ناتمام اور نامکمل ہے' اس لئے صحیح نتائج اور اچھے ثمرات کے حصول کے لئے اللہ کی صفت رحیمی کا دروازہ کھٹکھٹانا بھی ضروری ہے تاکہ عمل اپنے مقصد اور منشاء کے لحاظ سے بھی پورا اور مکمل ہوجائے۔

بسم اللہ پڑھنے کا مطلب:

تلاوت کرنے والا تلاوت کے آغاز میں یا کسی اور نیک کام کی ابتداء کرنے والا اس کے آغاز میں جب بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھتا ہے تو گویا وہ اس حقیقت کا اظہار کررہا ہے کہ: اے خداوند قدوس! جس کام کا میں آغاز کررہا ہوں' اس کے ابتدائی اسباب اور سامان کا خالق بھی تو ہی ہے اور اسباب وسامان کو استعمال کرنے کی توفیق دینے والا بھی تو ہی ہے اور میرے اس کام پر اجر وثواب اور اچھے اور صحیح نتائج کا پیدا کرنا بھی تیرے ہی اختیار میں ہے۔

دسویں پارہ کی سورۂ برأت جس کو سورۂ توبہ بھی کہتے ہیں' وہاں بسم اللہ نہیں لکھی ہوتی ہے' اس لئے وہاں نہیں پڑھنا چاہئے' البتہ اگر سورۂ برأت (سورۂ توبہ) ہی سے تلاوت قرآن کی ابتداء کررہا ہے تو عام طریقہ کے موافق اس سورۂ برأت کے شروع میں بھی اعوذ باللہ اور بسم اللہ پڑھنی چاہئے۔

بسم اللہ کا احترام:

سورۂ نمل پارہ انیسویں میں جو "انہ من سلیمٰن وانہ بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم" آیا ہے وہ سورۃ کا جزو ہے' اس لئے بسم اللہ کا احترام قرآن کریم کی آیت ہی کی طرح واجب ہے' اس کا بے وضو لکھنا' چھونا اور ہاتھ لگانا جائز نہیں اور جنابت یا حیض ونفاس کی حالت میں اس کو بطور تلاوت پڑھنا بھی پاک ہونے سے پہلے جائز نہیں' ہاں کسی کام کے شروع میں' جیسے کھانے پینے سے پہلے بطور دعا پڑھنا' یہ ہر حال میں جائز ہے۔

حاجت براری کا عمل:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو بارہ ہزار بار اس طرح پڑھے کہ جب ایک ہزار بار ہوجائے تو دو رکعت نماز پڑھ کر اپنی حاجت کے لئے دعا کرے' پھر پڑھنا شروع کرے' ایک ہزار کے بعد پھر اسی طرح دو رکعت پڑھے اور دعا مانگے' غرض اسی طرح بارہ ہزار بار ختم کرے' انشاء اللہ اس کی حاجت پوری ہوگی۔

(تفسیر عزیزی' اعمال قرآنی)

دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی اہمیت وعظمت کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

یا اللہ! ہمارا ہر کام آپ کی توفیق سے شروع ہوتا ہے اور آپ کی توفیق سے انجام کو پہنچتا ہے' آپ ہمارے ہر کام میں برکت ڈال دیں اور ہر برائی سے ہمیں محفوظ رکھیں۔ آمین۔

☆☆..........☆☆

سالانہ ختم نبوت کورس

مولانا اللہ وسایا

اللہ رب العزت کی ان گنت رحمتوں کا نزول ہو ہمارے اکابر کی ارواح پر جنہوں نے عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کی جدوجہد کو ہمہ گیر اور ہمہ جہت بنایا۔ جب برصغیر پاک و ہند میں قادیانی فتنہ نے انگریز حکومت کے ایماء پر عقیدۂ ختم نبوت سے بغاوت کا ارتکاب کیا تب ہمارے اکابر نے اس فتنے کی اسلام دشمن سرگرمیوں کا راستہ مسدود کرنے کے لئے ہمہ جہت پروگرام ترتیب دیے۔

۱:... رابطہ عوام مہم: اجتماعی و انفرادی محنت کے ذریعے کارنر میٹنگوں سے لے کر جلسہ ہائے عام اور ختم نبوت کانفرنسوں کا جگہ جگہ اہتمام کرنا اور اس کا مربوط نیٹ ورک جس سے سارا سال یہ پروگرام مسلسل چلتا رہے۔

۲:... عوام و خواص کو قادیانی فتنے سے باخبر کرنے کے لئے تحریری محاذ پر خدمات سرانجام دینا۔ تصنیف و تالیف، ماہنامہ رسالہ ہفت روزہ، پمفلٹ، پوسٹر، ہینڈ بل، مختصر کتابچے، ضخیم کتابوں کی اشاعت، اس پر بھی الحمدللہ کام ہوا اور تسلسل کے ساتھ ہو رہا ہے۔ اس پر جتنا اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا جائے کم ہے۔

۳:... قادیانیوں کے قانونی احتساب کے لئے پارلیمنٹ سے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوانا، ہائی کورٹس و سپریم کورٹ کے فیصلوں کے ذریعے قادیانی کفر کو الم نشرح کرنا۔ الحمدللہ! اس پر بطور خاص پیش رفت ہوئی، جس پر ایک زمانہ گواہ ہے، تب سے اب تک مسلسل منکرین ختم نبوت اس سازش میں کوشاں ہیں کہ کسی طرح اس قانون میں تبدیلی ہو جائے، جبکہ اس محاذ پر کام کرنے والے حضرات کی کوششوں سے نہ صرف یہ کہ قانون موجود ہے، بلکہ جب بھی اسے ناکارہ بنانے کی سازش ہوئی، اس سازش کو ناکام بنایا گیا، قانون کو پہلے سے زیادہ مستحکم کرنے کے ذرائع اختیار کئے گئے، الحمدللہ! آج صورت حال یہ ہے کہ یہ قانون اس آب و تاب کے ساتھ موجود ہے اور انشاء اللہ العزیز اسی طرح یہ محفوظ رہے گا۔

۴:... ہمارے اکابر کی انہیں کوششوں کا ایک سنہری حصہ سالانہ ختم نبوت کورس ہے۔ اس کا آغاز حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ، مولانا محمد حیاتؒ جناب ماسٹر تاج الدین انصاریؒ، مولانا محمد علی جالندھریؒ اور ان جیسے بیسیوں اکابر نے قادیان سے کیا۔ پاکستان بننے کے بعد جب عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی بنیاد رکھی گئی تو مولانا محمد حیاتؒ کو مسجد سراجاں حسین آگاہی ملتان میں بٹھا کر دارالمبلغین کا اہتمام کیا گیا۔ اس تربیتی کورس میں مختلف اوقات میں مناظرین ردقادیانیت کی تربیت حاصل کرتے رہے۔ مولانا عبدالرحیم اشعرؒ، مولانا محمد لقمان علی پوریؒ، مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ، مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ اور مولانا منظور احمد الحسینیؒ یہ سب حضرات اسی دارالمبلغین کے تربیت یافتہ ہیں۔ قادیان اور ملتان کے بعد کچھ عرصہ سالانہ ختم نبوت کورس کا اہتمام چنیوٹ کی شاہی مسجد میں بھی کیا گیا۔ جہاں مولانا لال حسین اخترؒ پڑھاتے رہے۔ اسی طرح ملتان مرکزی دفتر میں مولانا لال حسین اخترؒ، مولانا محمد حیاتؒ، مولانا عبدالرحیم اشعرؒ، مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ اپنے اپنے وقت میں اس کورس کی تدریس کے فرائض انجام دیتے رہے۔

آج سے سال ہا سال قبل جب چناب نگر میں سالانہ آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس مسلم کالونی چناب نگر میں شروع کی گئی تب سے سالانہ ختم نبوت کورس کا مدرسہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر میں اہتمام کیا گیا۔ اب تک الحمدللہ ہزاروں علماء دانشور، طلباء اس سے استفادہ کر چکے ہیں۔ امسال بتیسواں سالانہ ختم نبوت کورس مسلم کالونی چناب نگر میں ۵رشعبان المعظم سے ۲۷رشعبان المعظم ۱۴۳۴ھ مطابق ۱۵رجون تا ۷رجولائی ۲۰۱۳ء بائیس روزہ منعقد ہو رہا ہے، جس میں نامور علماء ماہرین فن لیکچرز دیں گے۔ اس کورس میں شرکت کنندگان کی رہنمائی کے لئے عرض ہے کہ کورس کے خواہش مند حضرات کے لئے کم از کم درجہ رابعہ یا میٹرک پاس ہونا ضروری ہے۔ شرکاء کے داخلہ کے لئے شناختی کارڈ اصل کا ہونا ضروری ہے۔ جو طلبا کم عمری کی وجہ سے شناختی کارڈ نہیں رکھتے، وہ بے فارم یا والد کے شناختی کارڈ کی فوٹو کاپی یا مدرسہ کی سند یا سرٹیفکیٹ ہمراہ لائیں، داخلہ کے لئے یہ لازمی ہے۔ شرکاء کو کاغذ، قلم، رہائش، خوراک، نقد وظیفہ، منتخب کتب کا سیٹ دیا جائے گا۔ کورس کے آخر میں امتحان ہوگا۔ اس میں کامیاب ہونے والوں کو اسناد دی جائیں گی۔ نیز پوزیشن حاصل کرنے والوں کو اضافی کتب اور نقد انعام دیا جائے گا۔ کورس کے موقع پر گاہے بگاہے جو منتظمین کی طرف سے اعلانات ہوں گے، ان کی پابندی لازمی ہوگی۔ اس کورس میں تمام دینی مدارس کے طلبا، چاروں صوبوں، کشمیر، اسکولز و کالجز کے طلبا، علماء و خطباء تخصص ریسرچ کے نقطۂ نگاہ سے شریک ہوتے ہیں، اس لئے صرف اور صرف تعلیم کا ذوق رکھنے والے حضرات شریک ہوں۔

انشاء اللہ العزیز کورس میں حسب سابق ملک بھر کے نامور حضرات شرکت فرمائیں گے۔ شرکاء حضرات ٹرین سے تشریف لائیں تو چنیوٹ اسٹیشن پر اتریں، وہاں سے رکشا لے کر مسلم کالونی مدرسہ ختم نبوت برلب دریائے چناب مسلم کالونی میں تشریف لائیں۔ بسوں سے تشریف لانے والے چنیوٹ یا سرگودھا سے آنے کی صورت میں دریائے چناب کے پل نزد ٹی ڈی سی لگژری ہوٹل پر اتریں، ساتھ ہی مسلم کالونی جامع مسجد ختم نبوت میں تشریف لائیں۔ اللہ تعالیٰ ہر لحاظ سے خالصتاً اس علمی جدوجہد اور پرامن دینی محنت کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت سے سرفراز فرمائیں۔ آمین۔

(روزنامہ اسلام کراچی، ۱۹رجون ۲۰۱۳ء)

ذخیرہ اندوزی.... ایک لعنت

مولانا قاسم عبداللہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نفع کمانے والے کو رزق دیا جاتا ہے اور ذخیرہ اندوزی کرنے والے پر لعنت ہوتی ہے۔ (رواہ ابن ماجہ والدارمی)

ہمارے معاشرے میں ہر سطح پر یہ عجیب و غریب وبا پھیل چکی ہے کہ جہاں رمضان المبارک قریب آیا، وہاں عام ضرورت کی اشیاء کی قلت پیدا کردی جاتی ہے، اور پھر منہ مانگے دام وصول کئے جاتے ہیں، اس میں بنیادی طریقہ ذخیرہ اندوزی ہے، ہر وقت اور ہر قسم کی ذخیرہ اندوزی اسلام میں ممنوع نہیں، بلکہ اس کے لئے خاص لفظ ''احتکار،، کا استعمال کیا گیا ہے، یعنی اشیاء ضرورت کا اس لئے ذخیرہ کرلینا تاکہ مصنوعی قلت پیدا کرکے منہ مانگے دام وصول کئے جائیں، جسے عرف عام میں مہنگائی کہتے ہیں بالالفاظ دیگر مہنگائی کے خیال سے ذخیرہ اندوزی احتکار ہے۔

صاحب ہدایہ ''کتاب البیوع،، میں لکھتے ہیں کہ احتکار (ذخیرہ اندوزی) سے مراد یہ ہے کہ کوئی شخص غلہ یا کوئی اور جنس بڑی مقدار میں اس لئے اکٹھی کرلے یا دوسرے سے خرید کر اس لئے جمع کرلے کہ بازار میں اس کی کمی واقع ہو اور مہنگائی ہوجائے اور تمام خریدار ضرورت مند اسی کی طرف رجوع کریں اور خریدار مجبور ہوکر ذخیرہ اندوزی کرنے والے کو اس کی مقرر کردہ قیمت ادا کرے۔ ہاں البتہ اگر اس چیز کی بازار میں کمی نہیں، اور نہ اس کے جمع کرنے کی وجہ سے مصنوعی قلت پیدا ہوا اور نہ اس کے جمع کرنے کی وجہ سے قیمتوں میں اضافہ ہوتا ہو تو یہ ذخیرہ اندوزی نہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح طور پر فرمایا کہ ذخیرہ اندوزی کرنے والا ملعون ہے۔

لعنت، رحمت کی ضد ہے، جب معاشرے پر اللہ کی رحمت کے بجائے لعنت نازل ہونے لگے تو پھر رحمت کے آثار غائب ہونے لگتے ہیں اور لعنت کے آثار نظر آتے ہیں، رحمت کے آثار یہ ہیں کہ اس رزق میں برکت ہو، ایسے رزق کمانے والے کو حقیقی سکون نصیب ہو اور پھر اس حلال روزی کمانے والے کے دل میں نیک کاموں کا، اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا شوق پیدا ہو لیکن جب معاشرے پر لعنت پڑنے لگے تو اس کے اثرات اس انداز میں نظر آتے ہیں کہ ہزاروں روپے کمائے جارہے ہیں، لیکن زبان پر یہ الفاظ سننے میں آتے ہیں کہ اتنا کماتے ہیں، پتہ نہیں کہاں جاتا ہے؟ اس کی وجہ برکت کا ہاتھ اٹھ جاتا ہے، پھر حرام مال کمانے کے بعد سکون ختم ہوا، عبادات کا شوق ہی نہ رہا، نیک کاموں کی طرف دل مائل ہی نہیں ہوتا، یہ تمام لعنت کے آثار ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو ذخیرہ اندوزی کرتا ہے، وہ گناہ گار ہے۔ (رواہ مسلم)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص کھانے پینے کی چیزیں ذخیرہ اندوزی کرکے مسلمانوں پر مہنگائی کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے کوڑھ کے مرض اور محتاجی میں مبتلا کردیتا ہے۔ (رواہ ابن ماجہ)

ابن قدامہ ''المغنی،، باب الاحتکار میں روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک دکاندار کو ذخیرہ اندوزی سے منع فرمایا اور ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس کام سے روکنا بھی واضح کیا لیکن وہ باز نہ آیا اور کوڑھی بن گیا۔

صاحب ہدایہ ''کتاب الکراہیہ،، میں لکھتے ہیں کہ جب ذخیرہ اندوز کا مقدمہ قاضی کے سامنے پیش کیا جائے تو وہ ذخیرہ اندوز کو حکم دے کہ وہ اپنے اور اپنے گھر والوں کے کھانے پینے کا خرچہ علیحدہ کرکے جو کچھ بچے اسے بیچ دے اور قاضی اسے ذخیرہ اندوزی سے روک دے، اگر وہ تاجر دوبارہ اسی جرم میں ملوث ہوکر عدالت میں آئے تو قاضی اسے قید کردے تاکہ عام لوگوں کو نقصان پہنچنے کا ذریعہ ختم ہوجائے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص چالیس دن ذخیرہ اندوزی کرے اور ذخیرہ اندوزی کا مقصد مہنگائی ہو، تو وہ اللہ تعالیٰ سے بری ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے بری ہے۔ (رواہ رزین)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص چالیس دن تک غلہ مہنگائی کے خیال سے ذخیرہ کرے، پھر (غلطی کا احساس ہونے پر) وہ تمام غلہ صدقہ کردے، پھر بھی اس کی غلطی کا کفارہ ادا نہیں ہوتا۔ (رواہ رزین)

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ ذخیرہ اندوز

بندہ برا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ بھاؤ سستا کر دے تو غمگین ہوجاتا ہے، اور جب مہنگا کر دے تو خوش ہوجاتا ہے۔(رواہ البیہقی)

ان تمام ارشادات نبویہ اور تعلیمات اسلامی کے پیش نظر یہ بات بالکل واضح ہوجاتی ہے کہ ذخیرہ اندوزی کتنا گھناؤنا فعل ہے، اور پھر اتنا گھٹیا اور برا کام اور وہ بھی رمضان المبارک کے بابرکت دنوں میں، ان مبارک لمحات کا تقاضا تو یہ ہے کہ انسان اس کے اندر ثواب کمائے روزہ داروں کے روزے کھلوائے، غریبوں کی مدد کرے، روزہ داروں کے لئے سہولت پیدا کرے اور اپنے گناہوں کو دھلوائے اور اپنی مغفرت کا سامان کرے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل علیہ السلام کی اس بددعا پر آمین بھی فرمائی کہ برباد ہو وہ شخص جس نے رمضان کا مہینہ پایا اور پھر بھی اس کی مغفرت نہ ہوئی۔

ذخیرہ اندوزی کرنے والے ایسے تاجر ہیں، جو صرف اپنے مسلمان بھائیوں ہی کا نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے مقرب روزہ دار بندوں کا خون چوستے ہیں، ایسے تاجروں کو ارشادات نبویہ یاد رکھنے چاہئیں، ان کے مالوں میں برکت نہیں رہے گی، اللہ تعالیٰ انہیں محتاجی اور کوڑھ میں مبتلا کریں گے، یہ حرام مال کھائیں گے، تو ارشاد نبوی کے مطابق ان کی دعائیں بھی قبول نہ ہوں گی۔

☆☆......☆☆

مرزا قادیانی کے آخری لمحات

”خاکسار نے والدہ صاحبہ کی یہ روایت جو شروع میں درج کی گئی ہے جب دوبارہ والدہ صاحبہ کے پاس برائے تصدیق بیان کی اور حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی وفات کا ذکر آیا تو والدہ صاحبہ نے کہا کہ حضرت مسیح موعود کو پہلا دست کھانا کھاتے کے وقت آیا تھا، مگر اس کے بعد تھوڑی دیر تک ہم لوگ آپ کے پاؤں دباتے رہے اور آپ آرام سے لیٹ کر سو گئے اور میں بھی سو گئی لیکن کچھ دیر کے بعد آپ کو پھر حاجت محسوس ہوئی اور غالباً ایک دو دفعہ حاجت کے لئے آپ پاخانہ تشریف لے گئے۔ اس کے بعد آپ نے زیادہ ضعف محسوس کیا تو آپ نے ہاتھ سے مجھے جگایا، میں اٹھی تو آپ کو اتنا ضعف تھا کہ آپ میری چارپائی پر ہی لیٹ گئے اور میں آپ کے پاؤں دبانے کے لئے بیٹھ گئی، تھوڑی دیر کے بعد حضرت نے کہا: تم اب سو جاؤ، میں نے کہا: نہیں! میں دباتی ہوں، اتنے میں آپ کو ایک اور دست آیا، مگر اب اس قدر ضعف تھا کہ آپ پاخانے نہ جاسکتے تھے۔ اس لئے میں نے چارپائی کے پاس ہی انتظام کر دیا اور آپ وہیں بیٹھ کر فارغ ہوئے اور پھر اٹھ کر لیٹ گئے اور میں پاؤں دباتی رہی مگر ضعف بہت ہوگیا تھا۔ اس کے بعد ایک اور دست آیا اور پھر آپ کو ایک قے آئی، جب آپ قے سے فارغ ہو کر لیٹنے لگے تو اتنا ضعف تھا کہ آپ لیٹتے لیٹتے پشت کے بل چارپائی پر گر گئے اور آپ کا سر چارپائی کی لکڑی سے ٹکرایا اور حالت دگرگوں ہوگئی، اس پر میں نے گھبرا کر کہا: اللہ! یہ کیا ہونے لگا؟ تو آپ نے کہا کہ: یہ وہی ہے جو میں کہا کرتا تھا۔ خاکسار نے والدہ صاحبہ سے پوچھا کہ کیا آپ سمجھ گئی تھیں کہ حضرت صاحب کا کیا منشا ہے؟ والدہ صاحبہ نے کہا کہ جی، ہاں!۔“ (مرزا بشیر احمد، سیرۃ المہدی، حصہ اول: ۱۱، روایت: ۱۲)

مرزا قادیانی کے صاحبزادے مرزا بشیر احمد کے مطابق ۲۵ مئی رات گئے تک مرزا قادیانی کی حالت بالکل ٹھیک تھی، رات کے پچھلے پہر خراب ہوگئی، جسم اس قدر کمزور ہوگیا تھا کہ جب آخری دست کیا تو پھر اٹھا نہ گیا، زندگی کا آخری چکر آیا اور چکرا کے اپنی ہی غلاظت میں گر کر ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء بروز منگل بوقت ساڑھے دس بجے رات اپنے انجام کو پہنچے۔ ان کی لاش کو مال گاڑی میں رکھ کر قادیان روانہ کیا گیا۔ لاش والے تابوت اور اس میں پڑے ہوئے بھوسے کو بعد میں حکومت نے آگ لگا کر خاکستر کر دیا، تا کہ علاقے میں ہیضے کی وبا نہ پھیل جائے۔

ہیضہ کی بددعا کا اثر:

مرزا قادیانی کا معمول تھا کہ وہ اپنے دشمنوں کے لئے ہیضہ کی بددعا کرتے تھے، کیونکہ وہ اس مرض کو قہر الٰہی کا نشان جانتے تھے۔ بالآخر مرزا قادیانی خود اپنی کذب بیانی اور دجل و فریب کے باعث اسی قہر الٰہی کا شکار ہوا اور مہلک قسم کے وبائی ہیضے سے دوچار ہو کر موت کے آہنی پنجوں میں چلا گیا۔

مرزا قادیانی کی موت یقیناً ایک نشان عبرت ہے۔ قادیانی حضرات کو اس پر غور کرنا چاہئے اور آج سے ہی قادیانیت سے توبہ کر کے اسلام کے دائرہ رحمت و عافیت میں آجانا چاہئے۔☆☆☆

مرسلہ: حافظ محمد سعید لدھیانوی

روح افزا
SHARBAT
ROOH AFZA
اور کیا چاہیئے!

دورِ حاضر کے فتنے

مولانا سعید احمد جلال پوری شہید رحمۃ اللہ علیہ

آقائے دو عالم حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں، قیامت تک اب دوسرا کوئی نبی نہیں آئے گا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی قیامت تک آنے والے انسانوں کے نبی و رسول ہیں اور آپ کی تعلیمات قیامت تک کے انسانوں کے لئے ذریعہ نجات اور باعث ہدایت ہیں، جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے آخری نبی ہیں، اسی طرح آپ کی امت بھی آخری امت ہے، جیسا کہ ارشاد نبوی ہے: ”انا آخر الانبیاء وانتم آخر الامم“ (مستدرک حاکم، ص:۵۳۶، ابن ماجہ: ص:۲۹۷، طبع نور محمد کراچی، التصریح ص:۱۴۲، طبع دارالعلوم کراچی) ...میں نبیوں میں سے آخری نبی ہوں اور تم امتوں میں سے آخری امت ہو... لہٰذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رہتی دنیا تک کے انسانوں کی ہدایت و راہ نمائی کی غرض کے لئے آئندہ قیامت تک خطرات، اندیشوں اور فتنوں کی نشاندہی کی اور ان سے بچنے کی تدابیر اور شکلیں بیان فرمائی ہیں، تاکہ آپ کی امت پیش آنے والی ہر مشکل اور ہر گھاٹی سے بخیر و خوبی پار ہوسکے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرب قیامت میں پیش آنے والے کن، کن، خطرات اور فتنوں کی نشاندہی فرمائی ہے؟ صحیح مسلم کی درج ذیل حدیث ملاحظہ ہو:

”حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، ہم نے ایک منزل پر پڑاؤ کیا، ہم میں سے بعض خیمے لگا رہے تھے، بعض تیراندازی کی مشق کر رہے تھے، اچانک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے موذن نے اعلان کیا کہ نماز تیار ہے، میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ خطبہ میں ارشاد فرما رہے تھے: لوگو! مجھ سے پہلے جو نبی بھی گزرا ہے اس کا فرض تھا کہ اپنی امت کو وہ چیزیں بتلائے جسے وہ ان کے لئے بہتر سمجھتا ہے اور ان چیزوں سے ڈرائے جن کو ان کے لئے بُرا سمجھتا ہے، سنو! اس امت کی عافیت پہلے حصہ میں ہے اور امت کے پچھلے حصہ کو ایسے مصائب اور فتنوں سے دوچار ہونا پڑے گا جو ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر ہوں گے، ایک فتنہ آئے گا پس مومن یہ سمجھے گا کہ یہ مجھے ہلاک کردے گا، پھر وہ جاتا رہے گا اور دوسرا، تیسرا فتنہ آتا رہے گا اور مومن کو ہر فتنہ سے یہی خطرہ ہوگا کہ وہ اسے تباہ و برباد کردے گا، پس جو شخص یہ چاہتا ہو کہ اسے دوزخ سے نجات ملے اور وہ جنت میں داخل ہو، اس کی موت اس حالت میں آنی چاہئے کہ وہ اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اور لوگوں سے وہی معاملہ برتے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے اور جس شخص نے کسی امام کی بیعت کرلی اور اسے عہد و پیمان دے دیا پھر اسے جہاں تک ممکن ہو اس کی فرمانبرداری کرنی چاہئے۔“ (صحیح مسلم، ص:۱۲۶، ج:۲، نسائی، ص:۱۸۳، ج:۲، ابن ماجہ ص:۲۸۴، مسند احمد، ص:۱۹۱، ج:۲، بیہقی ص:۱۶۹، ج:۸)

اسی طرح ایک دوسری حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان فتنوں کی شدت و سنگینی کو بیان کرتے ہوئے فرمایا:

”ان تاریک فتنوں کی آمد سے پہلے، پہلے نیک اعمال کرلو، جو اندھیری رات کی تہہ بہ تہہ تاریکیوں کے مثل ہوں گے، آدمی صبح کو مومن ہوگا اور شام کو کافر، یا شام کو مومن ہوگا اور صبح کو کافر، دنیا کے چند ٹکوں کے بدلے اپنا دین بیچتا پھرے گا۔“ (صحیح مسلم، ص:۷۵، ج:۱)

یقیناً اب سے کچھ عرصہ قبل تک ان فتنوں کی کثرت اور دین فروشی کے سلسلہ میں کسی انسان کی اس قدر گراوٹ کا یقین نہیں آسکتا تھا اور کوئی انسان سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ ایسا بھی ہوگا؟

لیکن نئے نئے فتنوں، فتنہ پروروں، اضلال و گمراہی کی نت نئی شکلوں اور تلبیس ابلیس کی جدید سے جدید تر صورتوں کو دیکھ کر سب کچھ ممکن نظر آنے

لگا ہے۔ بلا مبالغہ جس رفتار اور جس تیزی سے یکے بعد دیگرے فتنے رونما ہونے لگے ہیں، اس سے ہر صاحب عقل و فہم اندازہ لگا سکتا ہے کہ یہ کون سا دور ہے؟ یقیناً یہ شرور و فتن اور قرب قیامت کا دور ہے۔

اس لئے ضروری ہے کہ ان فتنوں کے سامنے بند باندھا جائے اور ان کی راہ روکی جائے ورنہ ضلالت و گمراہی کی یہ آگ کسی ایک فرد، گھرانے، محلے، بستی، شہر، ملک، قوم اور خطے تک محدود نہیں رہے گی، بلکہ جنگل کی آگ کی طرح یہ پھیلے گی اور دیکھتے ہی دیکھتے مسلمانوں، ان کی اولادوں اور نسلوں کے ایمان و عقیدہ کو بھسم کر کے رکھ دے گی۔

شیطان ملعون، یہودی اور عیسائی دنیا کو اپنے اضلال و اغوا کا شکار بنا کر ان کو دین، ایمان، مذہب اور ملت سے دور کر چکا، اور ان کا اپنے چرچ و عبادت خانہ کے ساتھ رشتہ توڑنے میں کامیاب ہو چکا ہے، اور وہ ان کے کانوں میں یہ افسوں پھونکنے میں کامیاب ہو چکا ہے کہ مذہب انسان کا پرائیویٹ معاملہ ہے، لہٰذا اگر کوئی مذہب کے ساتھ تعلق رکھے یا نہ رکھے یہ اس کا ذاتی معاملہ ہے، اس میں کسی کو دخل دینے کی اجازت نہیں ہے۔ ہاں! ہاں! یہ اسی کی ''برکت'' ہے کہ آج یورپ، افریقہ، امریکا اور دوسرے عیسائی ممالک میں چرچ اور مذہبی عبادت گاہیں ویرانی کا شکار ہیں اور ان پر ''برائے فروخت'' کے بورڈ آویزاں ہیں۔

الغرض شیطان اور اس کی ذریت نے یورپ، امریکا، افریقہ، آسٹریلیا اور روس وغیرہ کو فتح کر لیا ہے، اب اس کا رخ مسلمان ممالک، علاقوں، مسلم اقوام اور مسلم معاشروں کی طرف ہے۔ یقین جانئے! وہ مسلمانوں اور ان کی اولادوں اور نسلوں کے ساتھ بھی وہی کھیل کھیلنا چاہتے ہیں، جو وہ یہودی اور عیسائی دنیا کے ساتھ کھیل چکے ہیں۔ یوں تو تمام مسلمان ان کے نشانہ پر ہیں، مگر بطور خاص ایسے مسلمان، مسلمانوں کی اولادیں اور نسلیں جو غیر مسلم معاشرہ میں سکونت پذیر ہیں، ان کے لئے کسی تر نوالہ سے کم نہیں ہیں، اس لئے اس بات کی ضرورت ہے کہ اس فتنہ زدہ دور اور فتنوں کی آماجگاہ کے ماحول میں، جہاں ہر طرف شیطان اور اس کے کارندے ایمان کش جال پھیلائے ہوئے ہیں، اپنے آپ کو، اپنی اولادوں اور نسلوں کو اس کی آلودگی سے بچائیں۔

جیسے ہر شکاری اپنے شکار کے انداز، طریقے اور اسلوب جانتا ہے، ٹھیک اسی طرح ابلیس ملعون اور اس کی ذریت بھی انسانوں کو اپنے دام تزویر میں پھانسنے اور ان کو ضلالت و گمراہی کی گہری غاروں دھکیلنے کے لئے ہر ہر علاقہ، ملک، قوم اور خطہ کے لئے الگ الگ ہتھیار اور انداز اختیار کرتے ہیں۔

چنانچہ شیطان کسی کو آزادی فکر اور حریت ضمیر کے نام سے قرآن و سنت اور اسلاف امت سے باغی بناتا ہے تو کسی کو نت نئی تحقیقات اور نام نہاد اجتہاد کے نام سے الگ راہ اپنانے کی طرف متوجہ کرتا ہے، کسی کو انکار حدیث کے نام سے تو کسی کو انکار قرآن سے، کسی کو انکار جہاد کے نام سے تو کسی کو انکار ختم نبوت کے نام سے گمراہ کرتا ہے۔

چنانچہ کوئی اس ملعون کے کہنے پر دین و مذہب کا انکار کرتا ہے، تو کوئی حدیث و سنت کا، کوئی فقہ کا انکار کرتا ہے تو کوئی حدیث کا، کوئی اسلاف امت کی تحقیقات کو نہیں مانتا تو کوئی ان میں من مانی تاویلات و تحریفات کا تیشہ چلا کر ان کا حلیہ بگاڑنے کی کوشش کرتا ہے۔

اس لئے عموماً تمام مسلمانوں اور خصوصاً غیر مسلم ممالک مثلاً یورپ، امریکا اور افریقہ وغیرہ میں رہائش پذیر مسلمانوں پر بطور خاص یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ ارشاد الٰہی: ''قوا انفسکم واھلیکم نارا''... بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو جہنم کی آگ سے... کے مصداق اپنے آپ کو اور اپنی اولادوں اور نسلوں کو اس شیطانی دھوکا و فریب سے بچائیں، اسی طرح اس کے نام نہاد چیلوں کی دسیسہ کاریوں سے بھی اپنے آپ کو محفوظ رکھیں۔

لہٰذا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ موجودہ دور کے ایمان کش فتنوں، تباہ کن فتنہ پردازوں اور ان کی خطرناک چالوں، سازشوں اور چالبازیوں سے متعلق کچھ عرض کر دیا جائے اور یہ بھی بتلا دیا جائے کہ یہ بدنہاد چونکہ ایمان کے نام پر کفر کو رواج دیتے ہیں اور الحاد و بے دینی کو تحقیق و اجتہاد کے نام پر مسلمانوں کے دل و دماغ میں اتارنے کی ناپاک کوشش کرتے ہیں۔ اس لئے ان سے زیادہ چوکنا اور ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔

جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ شیطان، اس کی ناپاک ذریت اور اس کی دعوت و فکر کے علم برداروں کا ہمیشہ سے یہ اصول رہا ہے کہ وہ مسلمانوں کو شکار کرنے، ان کو گمراہ کرنے اور ان کی متاع ایمان لوٹنے کے لئے انہیں براہ راست کفر و شرک یا ضلال و گمراہی کی دعوت نہیں دیتے بلکہ وہ الحاد و بے دینی اور دہریت و زندقہ کے زہر کو ایمان و عمل کے تریاق اور تحقیق و اجتہاد کے غلاف میں لپیٹ کر پیش کرتے ہیں، جس سے ایک سیدھا سادا مسلمان بڑی آسانی سے ان کے مکر و فریب کا شکار ہو کر اپنی دولت ایمان گنوا بیٹھتا ہے۔

اس لئے وہ مخلص مسلمان اور ان کی بھولی بھالی اولادیں، جو دین و مذہب کی زیادہ معلومات نہیں رکھتے، اسی طرح وہ اسلام اور اسلامی احکام سے دلی محبت و عقیدت رکھتے ہیں، اسلام اور اسلامی تعلیمات کو اپنانا اور ان پر عمل پیرا ہونا چاہتے ہیں،

لیکن وہ اسلامی ماحول سے دور ہیں، یا غیر مسلم ممالک میں قیام پذیر ہیں، بلاشبہ ایسے لوگ اسلام کے نام پر بہت جلد متاثر ہوجاتے ہیں، لہٰذا ان کی راہنمائی اور ان کے دین وایمان کو بچانے کے لئے ایسے چند موٹے موٹے فتنوں اور ان کے طریقہ واردات کے بارہ میں چند معروضات پیش کی جاتی ہیں، یوں تو فتنوں کا ایک لاتعداد اور غیر متناہی سلسلہ ہے، مگر ان میں سے چند ایک یہ ہیں:

انکارِ ختم نبوت کا فتنہ، انکارِ دین کا فتنہ، انکار حدیث کا فتنہ، انکارِ حیات ونزولِ عیسیٰ کا فتنہ، تجدد پسندوں کا فتنہ، اسلاف بیزاری کا فتنہ، دین دار انجمن کا فتنہ، گوہر شاہی کا فتنہ، مہدویت کا فتنہ، ذکریت کا فتنہ، بہائیت کا فتنہ، محمد شیخ کا فتنہ، زید زمان کا فتنہ، الہدیٰ انٹرنیشنل کا فتنہ، جاوید احمد غامدی کا فتنہ، جماعت المسلمین کا فتنہ، ڈاکٹر کیپٹن عثمانی کا فتنہ، انٹرنیٹ کا فتنہ، فون میسج کا فتنہ وغیرہ یہ وہ چند فتنے ہیں جو نوکِ قلم پر آگئے ورنہ غور کیا جائے تو قدم قدم پر فتنے ہی فتنے ہیں اور ان میں سے ہر ایک حدیث نبوی کے مطابق ہلاک وتباہ کرنے والے ہیں، اور ان میں سے ہر ایک کا مقصد ومطمع نظر مسلمانوں کا دین وایمان برباد کرنا ہے۔ ان کو اس سے غرض نہیں کہ کوئی مسلمان اسلام سے منحرف ہوکر ان کی برادری اور حلقہ میں شامل ہوجائے، بلکہ ان کی خواہش اور چاہت صرف اور صرف یہ ہوتی ہے کہ آدمی مسلمان نہ رہے، چاہے اس کے علاوہ کچھ بھی بن جائے۔ چنانچہ آپ نے دیکھا ہوگا کہ ان تمام فتنہ پردازوں کا نشانہ مسلمان ہی ہوتا ہے، ان میں سے کسی فتنہ پرور نے آج تک کسی ہندو، بدھسٹ، عیسائی، یہودی، پارسی یا کسی دوسرے لا مذہب کو اپنے پروگرام کی دعوت نہیں دی اور نہ ہی وہ اس پر محنت کرتے ہیں۔

لہٰذا ہر مسلمان مرد وعورت کا فرض ہے کہ وہ اپنے ماتحتوں، خصوصاً اپنی اولاد اور متعلقین کو صحیح اسلامی اور دینی تعلیمات سے آگاہ کرے، ان کو ان ایمان کش ڈاکوؤں اور لٹیروں سے آگاہ کرے اور ان کے دین وایمان کا تحفظ کرے۔

فتنہ انکارِ ختم نبوت سے تو بحمداللہ! ہر مسلمان آگاہ اور واقف ہے کہ اس فتنہ کی ابتدا یمامہ کے مسیلمہ کذاب اور یمن کے اسود عنسی سے ہوئی، البتہ متحدہ ہندوستان میں اس فتنہ کی آبیاری پنجاب، ضلع گورداس پور کے ایک دجال مرزا غلام احمد قادیانی نے کی، چنانچہ اس ملعون نے انگریزوں کے اشارہ پر ۱۹۰۱ء میں دعویٰ نبوت کرکے نہ صرف ختم نبوت کا انکار کیا بلکہ ایک نئے دین کی بنیاد رکھی، چونکہ اس وقت متحدہ ہندوستان پر استعمار کا تسلط تھا اور اس ملعون کو اقتدار پر قابض استعماری حمایت وپشت پناہی حاصل تھی، اس لئے وہ استعمار کی چھتری کے سائے میں بیٹھ کر قلعہ اسلام پر سنگ باری کرتا رہا، مگر بایں ہمہ مسلمانوں نے ایک لمحہ بھی اس کے تعاقب میں غفلت وسستی کا مظاہرہ نہیں کیا، بلکہ اس کو ہر میدان میں چیلنج دیئے، مناظرے کئے، مباحثے کئے، مباہلے کئے، اشتہارات بانٹے، کتابیں لکھیں، ان کی تمام مکاریوں اور فریب کاریوں کو آشکارا کیا، یہاں تک کہ اس کے مرکز قادیان میں جاکر باقاعدہ جلسے کئے اور مسلمانوں کو اس کے شر وفتنہ سے آگاہ کیا اور سیدھے سادے مسلمانوں کے ایمان وعقیدہ کا تحفظ کیا بحمداللہ! مسلمانوں نے اس فتنے کا تعاقب برابر جاری رکھا اور اس گروہ کی ریشہ دوانیوں اور ملک وملت دشمنیوں اور ان کے ظلم وتشدد کے خلاف تحریکیں چلائیں، ماریں کھائیں، جیلیں کاٹیں، جان، مال کی قربانیاں دیں۔ تاآنکہ ۱۹۷۴ء میں پاکستان اسمبلی کی جانب سے اس فتنہ اور اس کے ماننے والوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا گیا۔

اگرچہ ۱۹۷۴ء میں قادیانیوں کو پاکستان میں غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا گیا، لیکن انہوں نے اس آئینی فیصلے کو ایک دن کے لئے بھی تسلیم نہیں کیا، چنانچہ وہ آئین اور قانون کا مذاق اڑانے کے لئے نہ صرف یہ کہ اپنے آپ کو مسلمان باور کراتے، بلکہ اپنی عبادت گاہوں کو مساجد کہتے، ان کے منبر ومحراب بناتے اور اپنے ناپاک سینوں پر کلمہ اسلام یعنی ”لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ“ کا بیج لگاکر مسلمانوں کے جذبات سے کھیلتے، مسلمان علماء نے ان کی اس دیدہ دلیری اور قانون شکنی پر احتجاج کرنا چاہا تو انہوں نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا اسلم قریشی کو اغوا کرلیا، جب ان کی ریشہ دوانیاں حد سے بڑھیں تو ۱۹۸۴ء کی تحریک چلی اور امتناع قادیانیت آرڈی نینس جاری کیا گیا، جس دن یہ آرڈی نینس جاری ہوا، اس کے اگلے دن قادیانی سربراہ مرزا طاہر احمد قادیانی پاکستان سے بھاگ کر لندن چلا گیا اور اس نے وہاں بیٹھ کر مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی ناپاک منصوبہ بندی شروع کردی۔ بحمداللہ! عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اکابر نے یورپ کے مسلمانوں کے دین وایمان کے تحفظ کے لئے یورپ میں مراکز قائم کئے اور مرزائی سازشوں کو آشکارا کیا اور سالانہ ختم نبوت کانفرنس برمنگھم اور اس سے قبل پورے یوکے میں محلے محلے جاجاکر مسلمانوں کو اس فتنہ کی سنگینی سے آگاہ کرنا اور ان کو ختم نبوت کے مشن کی طرف متوجہ کرنا اور سالانہ کانفرنس میں شریک ہوکر عملی طور پر قادیانیت سے آگاہی حاصل کرنا وغیرہ اسی سلسلہ کی کڑیاں ہیں۔

☆☆..........☆☆

نماز کی ضرورت!

مفکر احرار محترم جناب چوہدری افضل حق مرحوم نابغہ روزگار شخصیات میں سے ایک عظیم نام ہے، نامور ادیب اور مایہ ناز قلم کار تھے، آپ کی علمی کاوشوں میں سے ایک مقبول عام کتاب ”دین اسلام“ ہے، جسے افادہ عام کے لئے ادارہ کی طرف سے پیش کیا جارہا ہے

چوہدری افضل حق

نماز کی ضرورت

ہوشیار.....اے مردمومن ہوشیار!

خوبصورت سانپ کے اندر ہلاک کرنے والا زہر ہے۔ دوزخ کا راستہ حسین نظاروں سے بھرا پڑا ہے، جہاں پھولوں کے فرش بچھے ہیں، حسن عشق سے ہم آغوش ہے۔ راگ اور رنگ اڑاتا ہے۔ ابر شعرو شراب کی بارش برساتا ہے۔ ساری زنجیروں کو توڑ کر ان راستوں کی سیر کو جی چاہتا ہے کیونکہ وہاں ہر وقت بہار چھائی رہتی ہے، خوشبو دوش ہوا پر گلگشت کرتی ہے، وہاں صبح طاشیر اڑاتی آتی ہے۔ شام شفق کے سنہری بادل لطف نظارہ کے لئے پیش کرتی ہے ایک اور راستہ بھی کھلا ہے، سخت سنگلاخ اور دشوار گزار دکھائی دیتا ہے، ادھر کہیں بالوریت کے طوفان اٹھتے اور کہیں گرم ہواؤں کے بگولے سامان ہلاکت پیدا کرتے نظر آتے ہیں، لیکن یہ راستہ اس گل ریز اور گل پوش وادی پر ختم ہوتا ہے، جسے جنت کہتے ہیں۔ جس پر نیکیوں نے جائز طور پر تعریف کے پل باندھ رکھے ہیں، میں جانتا ہوں کہ جنت کی گھاٹی سخت اور راستہ مشکل ہے مگر خوبصورت سانپوں سے کھیلنے کا مشورہ کون دے، گناہ کی دلفریب اور دلآویز راہوں پر جا کر دوزخ میں اچانک جا گرنے سے منع کیوں نہ کیا جائے، ہر گنہ گار جانتا ہے، میرے عمل کی انتہا جہنم ہے، لیکن قدم قدم پر کشش، ہر طرف دل افروز نظارے انسان کو ادھر کھینچے لئے جارہے ہیں، لیکن نماز وہ مقام بلند ہے، جس سے نفس خود حقیقت کی راہ دیکھنے لگتا ہے، گناہ کے راستوں سے اس کی رغبت کم ہو جاتی ہے اور نیکی کی کشش بڑھ جاتی ہے وہ روشیں جو پہلے بھیانک معلوم ہوتی تھیں، اب پُر فضا معلوم ہوتی ہیں اور گناہ کی راہیں جو پُر فضا معلوم ہوتی تھیں، وہاں اب سانپ، بچھوؤں سے کھیلتے نظر آتے ہیں، نماز دین کا وہ نقشہ ہے جس کے مطابق نیکی کی عمارت کھڑی کی جاتی ہے معمار اس نقشے کو پیش نظر رکھے، کیونکہ اس پر ساری عمارت کا دارومدار ہے، اس نقشہ کو خدا کے منشا کے مطابق محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے تیار کیا۔ بخدا اس کے مطابق جو محل تیار ہوگا، وہ پختہ اور پائیدار ہوگا، ذات پات کی تمیز مٹا دینے والے اسلامی سوسائٹی میں دولت کی اونچ نیچ کو فنا کر دینے والے پیارے پیغمبر کا جب وہ وقت آ گیا، جب آقا کے حکموں کی تعمیل کرنے، اس کی دائمی خوشنودی کا انعام پائے جارہے تھے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حجرے سے جھانک کر صحابہ کرامؓ کو قطار اندر قطار مصروف نماز پا کر اظہار اطمینان فرمایا۔

نماز گناہوں کی اس آگ کو جو دھیرے دھیرے دل کو جلانے کا گن رکھتی ہے چپکے چپکے اس پر پانی ڈال کر آہستہ آہستہ بجھا دیتی ہے، عمل اور رد عمل سے انسان خود بھی آگاہ نہیں ہوتا مگر دل برائیوں سے بچ نکلتا ہے۔ آؤ عزیزو! نماز پڑھیں، کیونکہ دوزخ کی آگ سے بچنے کا یہی ایک ڈھنگ ہے، دین کے داناؤں نے کہا ہے کہ جوانی دم بدم بھڑکنے والی جوالا مکھی ہے، یہ آتش گیر بلا زندہ بم کی طرح ٹھنڈے پانی میں رہے تو بچاؤ ہے ورنہ دردناک ہلاکت ہے، نماز دل پہ اطمینان کی ٹھنڈک پیدا کرتی ہے، جس سے جوانی کا جوش فرو ہوتا ہے۔ آگ پر پانی کے عمل کو تو بے سمجھ بچہ بھی جانتا ہے، قولی عبادت بھی دل کی ٹھنڈک ہے، مگر نماز محض قولی عبادت نہیں بلکہ عبادت فعلی ہے اور جوانی کی آگ جمع کرنے کی وہ تدبیر ہے جس سے انسان دنیا کی گاڑی کھینچنے کے قابل ہو جاتا ہے، ہر عبادت کی جان خدا کا ذکر ہے۔ اللہ سے لگاؤ نماز کا مرکزی نقطہ ہے، بعض قوموں نے شہنشاہ کی وفاداری کو اپنے عمل کا محرک بنا رکھا ہے۔ شاہ پسند قوموں میں بچوں کی تعلیم کا جزو اعظم شہنشاہ کی محبت ہے، بعضوں نے ملک کی محبت کو زندگی کا مقصد بنا لیا ہے اور اچھے نیک خیالات اور حسن عمل کو صرف جغرافیائی حدود میں محدود کر دیا ہے، بعض اپنی نسلی فوقیت اور خاندانی روایات کے پجاری ہیں اور ان کے گھروں میں اسی کے چرچے ہیں، اپنے خاندان اور نسل کی بزرگی بیان کرنا ان کا اوڑھنا بچھونا ہے لیکن سچا مسلمان شیطان کے ان برپا کردہ فتنوں سے پناہ مانگتا ہے اور اپنی عقیدت اپنے پروردگار کے لئے مخصوص رکھتا ہے۔ بادشاہوں کو عوام کے حقوق کا دشمن، ملک کو مٹی کا ڈھیر، نسل اور خاندان کو بے ہودہ وہم سمجھ کر مخلوق کی خدمت بہترین عبادت اور وجہ امتیاز جانتا ہے اور جوں جوں خدا کے قریب ہوتا جاتا ہے، توں توں خلق اللہ کی خدمت پر اور مستعد رہتا ہے نماز اللہ سے تعلق کو استوار کرنے اور اس کے نام کی برکت سے اپنی زندگی کو

فیض کا چشمہ بنانے کی تدبیر ہے، جب حُبِ وطن کے جذبہ کی پرورش کے لئے قومیں دن کا چین اور رات کی نیند حرام کرلیتی ہیں تو مسلمان اگر پانچ وقت عبودیت کے جذبہ کو دل وجان میں پرورش کرنے کے لئے نماز کا سامان کرتا ہے تو آوارہ طبیعت لوگ کہانیاں کیوں بناتے ہیں، دنیاوی سلطنت کا سپاہی ملک عشق میں مرمٹنے کے لئے کوئی دن قواعد پریڈ کئے بغیر نہیں رہتا، پھر خدا کی فوج کے سپاہی یعنی مسلمان خدا کی محبت کو سینے میں پرورش کرنے اور جماعتی یگانگت قائم رکھنے کے لئے پانچ وقت یکجا ہوں تو دل افسانے کیوں تراشتا ہے، ملک، قوم اور شہنشاہ کی بنا پر لوگ اپنے اور لوگوں کے اعمال کا جائزہ لیتے ہیں، ہمارے پاس بھی اللہ کی محبت کی کسوٹی ہے ہم دوست اور دشمن کے عمل کو اسی پر پرکھتے ہیں، جو غیر اللہ کی محبت کے لئے عمل ہے وہ کھوٹا ہے، جس فعل سے اس کا نام بلند ہو، صرف وہی کھرا ہے، حق تو یہ ہے کہ ہم رات دن اسی کا نام لے کر دل کے ویرانے کو گل زار بنائیں، مگر کیا کریں، اپنی مخلوق کی خدمت کے فرائض بھی اس نے لگا رکھے ہیں، ناچار نمازوں کو ختم کرکے اس کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے دنیا کے دھندوں میں لگنا پڑتا ہے۔

اس کا نام اور اس کا کام دونوں ہی دین ہیں، بے دینی وہ کام ہے جو صرف غیر اللہ کو خوش کرنے یا باغی نفس کو مطمئن کرنے کے لئے کیا جائے اپنی قوم اپنے ملک اپنے شہنشاہ کے نام پر خدا کی پُرامن مخلوق کے اطمینان کو لوٹ لینا قوموں کو شہنشاہیت کا غلام بنانا اوروں کو فاقے کے عذاب میں مبتلا چھوڑ کر ان کی دولت کو اپنے بچوں کی آسائش کے لئے کام میں لانا بعضوں کے نزدیک عین انصاف ہے لیکن مسلمان کے لئے قوم کے ساتھ دشمنی کے باعث ذراسی بے انصافی اسے خدا کی خوشنودی کی جنت سے محروم کردینے کے لئے کافی ہے۔ اے مسلمان! تو دنیا میں اپنی ذمہ داریاں سمجھ، جب دل میں کوئی کمزوری آئے، تو پھر اسی سرکار کی طرف لوٹ جائیں اور سجدوں میں پڑ کر اس سے برکت اور توفیق مانگیں، اس کی یاد کو دل میں زندہ رکھنے اور نیک کاموں کی توفیق چاہنے کا نام نماز ہے۔ نماز کے بغیر شیطان خدا کی یاد بھلا دیتا ہے اور اپنے آرام کے لئے مخلوق خدا کا امن لوٹ لینے پر آمادہ کردیتا ہے، پس نماز دل کو ایک مرکزی نقطہ پر قائم کرنا چاہتی ہے، یعنی سارے رشتے ناطوں، نفع اور نقصان سے بے نیاز کرکے خدا سے تعلق بڑھانے کا سبق ہے، ہر مرحلے پر اس کی عظمت کا اقرار ہے، لوٹا لوٹا کر دہرا دہرا کر رب العزت کی بڑائی کا بیان ہے، اے مشرق و مغرب کے خدا! تیرے بغیر ہے بھی کون، جس کے حضور میں نیاز مندیوں کا تحفہ پیش کیا جائے، اے کام و دہان کی سینکڑوں لذتوں کے داتا! اے دل کی ہزار کیفیتوں کے پروردگار، دنیا کے لاکھوں حسین نظاروں کے پرمیشور! تیرے سوا کون ہے جو بندگی کے لائق اور پوجا کے قابل ہو، تیری ہی تعریف کے نذرانوں کے بغیر بھلا تیری قبولیت کے قابل ہمارے پاس کیا چیز ہے، میرا مال، اولاد اور جان حاضر ہیں، وہ تو تیرے حکم پر قربان کرنے کے لئے حاضر ہوں، مگر تیرے نام کی سفارش کے بغیر یہ حقیر چیزیں تیرے حضور میں کیسے پیش کروں، یہ تیری داد ہیں، اے داتا! تیرے دان کو لوٹا دینا بھی کوئی بڑی شکر گزاری نہیں، یہ تو سب تیری ہی چیزیں ہیں، تیری یاد، تیری تعریف، تیری بڑائی کے ساتھ میں ان کو پیش کرتا ہوں۔

میرے مال اور میری جان کے لئے تیرے تقاضے صرف میری محبت کی آزمائش کے واسطے ہیں، ورنہ جانتا ہوں تو مجھے ہزار گنا زیادہ انعامات دینے کے لئے بہانے تلاش کررہا ہے، جس نے جو قربان کیا، اس سے بڑھ کر پایا اور اتنا پایا کہ خوشی سے دل شگفتہ گلزار ہوگیا اور وہ اطمینان کی جنت میں باغ باغ نظر آیا۔

(جاری ہے)

برمنگھم ختم نبوت کانفرنس کے مہمان شرکاء کے اعزاز میں تقریب

برمنگھم (پ ر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام منعقد ہونے والی انتیسویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس برمنگھم میں شرکت کی غرض سے مختلف ممالک ہندوستان، پاکستان، بنگلہ دیش، سعودی عرب، کینیڈا، بیلجیئم، جرمنی اور امریکا کے علاوہ پورے برطانیہ کے شہروں سے آنے والے مساجد و اسلامک سینٹرز کے علماء و خطباء اور عاشقان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعزاز میں برمنگھم کی جامع مسجد حمزہ کے قدیم حفاظ گروپ کی جانب سے ایک تقریب منعقد کی گئی، جس میں آج سینٹرل مسجد برمنگھم میں منعقد ہونے والی عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس کے انتظامات اور پروگرام کو حتمی شکل دی گئی۔ مندوبین اور زعماء سے خطاب کرتے ہوئے مولانا اللہ وسایا نے کہا کہ پیغمبر آخر الزمان حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و عقیدت مسلمانوں کے ایمان کا حصہ ہے۔ منکرین ختم نبوت نے اپنے پیشوا جھوٹے مدعی نبوت مرزا غلام احمد سے اپنا رشتہ جوڑ کر پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم سے بغاوت کا ارتکاب کیا ہے۔ مولانا خواجہ خلیل احمد نے کہا کہ فتنوں کے اس دور میں اپنی نئی نسل کے ایمان و عقیدہ کی حفاظت کرنا ہمارا فرض ہے۔ مفتی خالد محمود نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت کا انکار کفر ہے۔ یہ عقیدہ امت کی بقا کا ضامن ہے۔ اسلام رنگ، نسل، وطن اور قوم کی تفریق مٹا کر امت مسلمہ کو ایک وحدت اور ایک لڑی میں پرونے آیا ہے۔ صاحبزادہ مولانا محمد یحییٰ لدھیانوی نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت قرآن مجید کی سو سے زائد آیات اور دو سو سے زائد احادیث سے ثابت ہے۔ یہ پُروقار تقریب حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر کی دعا پر اختتام پذیر ہوئی۔ جامع مسجد حمزہ برمنگھم کے خطیب مولانا امداد اللہ قاسمی، مولانا خلیل احمد، مولانا محمد اسماعیل رشیدی، مفتی محمد اسلم، مولانا عبدالرؤف ربانی، مولانا خالد، مولانا اکرام الحق خیری، مولانا رشید، علامہ سعید، مولانا سلیم، مولانا حبیب الرحمن، قاری محمد اسماعیل سورتی، قاری فیض اللہ چترالی، منظور احمد میو راجپوت ایڈووکیٹ، مفتی جمیل احمد، قاری محمد ہاشم، حافظ محمد ایوب، مولانا عبدالرشید ربانی، مولانا یعقوب قاسمی، مولانا محمد اسماعیل (بریڈفورڈ)، مولانا محمد حیات، مولانا عزیز الرحمن، مولانا محمد اکرم اوکاڑوی، حافظ محمد انور، حافظ اسامہ سفیان انور، نعمان مصطفیٰ، مولانا محمد جمیل، انڈیا کے مولانا عبدالعلیم فاروقی و دیگر علمائے کرام نے عقیدہ ختم نبوت سے اپنی وابستگی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عقیدت و محبت سے سرشار ہو کر اس تقریب میں بھرپور شرکت کی۔

جنت میں گھر بنائیے!

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت کے زیرِ اہتمام تعمیر ہونے والی جامع مسجد اقصیٰ

سیکٹر ۱۷۔بی، شاہ لطیف ٹاؤن کراچی، کا تعمیراتی کام تیزی سے جاری ہے

آئیے۔۔۔اس صدقہ جاریہ میں شامل ہو کر آخرت کی لازوال نعمتیں حاصل کیجیے

رابطہ: 0300-9899402، 0321-2277304